زیاراتِ مقدسۂ عراق
مدینہ
Madina Foundation
مدینہ فاؤنڈیشن پاکستان

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاسَیِّدِیۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

زیاراتِ مقدسہ عراق

مدینہ فاؤنڈیشن پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دُرودِ اہلِ بیت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا عَلِیٍّ وَّسَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ وَسَیِّدَتِنَا زَیْنَبَ وَسَیِّدِنَا حَسَنٍ وَّسَیِّدِنَا حُسَیْنٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

ترجمہ: الٰہی درود بھیج ہمارے سردار اور مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدہ زینب، سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیہم السلام اور آپ کے آل واصحاب پر درود وسلام بھیج۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	زیاراتِ مقدسہ عراق
زیرِ نگرانی	مفتی محمد فاروق القادری
مرتب	مفتی محمد زمان سعیدی رضوی
پروف ریڈنگ	محمد لقمان رضا
کمپوزنگ	سید شہزاد علی شاہ
تعداد	1000
ناشر	مدینہ فاؤنڈیشن پاکستان

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللہ
مَاں
جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ
چاند کی ٹھنڈک
شبنم کے آنسو
بلبل کے نغمے
چکوری کی تڑپ
گلاب کے رنگ
پھول کی مہک
کوئل کی کوک
سمندر کی گہرائی
دریاؤں کی روانی
موجوں کی جوش
کہکشاں کی رنگینی
زمین کی چمک
صبح کا نور
آفتاب کی تمازت
کو جمع کیا جائے تا کہ ماں کی تخلیق کی جائے جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں نے پوچھا
اے مالک دو جہاں تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
محبت
اللہ تعالیٰ نے ماں کو یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی والدہ ماجدہ کے طفیل نصیب فرمائیں۔

باپ

پروردگار عالم نے جب باپ کو خلعت وجود بخشی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ

درختوں کی چھاؤں
پہاڑوں کی رفعت
سورج کی تابانی
سمندر کا وقار
احساس کی ندرت
خیال کی طاقت
بہادری کی شان
ہیرے کی صلابت
تلوار کی دھار
آبشاروں کی روانی
خوشبو کی مہک
دانش کا اجالا
کردار کی رعنائی
تقدس کا تاج
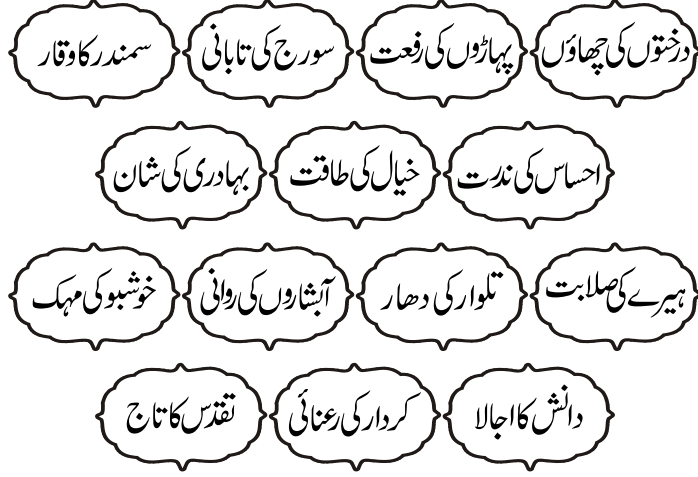
سب یکجا کرو اور باپ کے پیکر میں سجا دو۔ فرشتوں نے عرض کی مالک دوجہاں تو نے اس میں اپنی بارگاہ عالی سے کیا شامل کیا تو رب ذوالجلال نے فرمایا

اپنے کرم کی پرچھائیاں

اللہ تعالیٰ نے باپ کو یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی کے طفیل نصیب فرمائیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ
استاد
جس نے تمہیں علم سکھایا وہ تمہارا باپ ہے۔(الحدیث)
قوم کا حقیقی راہنما
علم کا بہتا دریا
عمدہ اخلاق کا بانی
امن وامان کا سایہ فگن
حقیقی زندگی کی تازگی
کامیاب منزل کا نور
منبع علم
علم کا روشن چراغ
قوم کا محافظ
روحانی باپ
کسان اور باغبان
امنگوں کا ترجمان
جس سے اس علم کے بارے میں پوچھا جائے جو اسے حاصل ہے، پھر وہ اسے چھپائے (اور نہ بتائے) قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔(ترمذی)
چنانچہ روحانی ماں باپ کی تکریم وتعظیم کیجیے۔ اُستاد سے آمرانہ اسلوبِ گفتار سے پرہیز کریں، اس کے سامنے اَدب اور شائستگی سے بیٹھیں، اس کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کریں۔

انتساب

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

آلِ رسول علیہم السلام

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم

اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم

کی عظمتوں اور رفعتوں کے نام

''گر قبول اُفتد عزو شرف''

''شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا''

مدینہ فاؤنڈیشن پاکستان

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
36	حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	58
37	حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	59
38	حضرت شیخ بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ	60
39	حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ	61
40	حضرت شیخ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ	62
41	حضرت شیخ عبد العزیز جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	63
42	حضرت ملکہ زبیدہ بنت جعفر رحمۃ اللہ علیہا	64
43	حضرت شیخ محمد الاباریخی رحمۃ اللہ علیہ	65
44	حضرت شیخ محمد الفی رحمۃ اللہ علیہ	66
45	حضرت حبیب بن سلیم الراعی رحمۃ اللہ علیہ	67

عمارہ عراق

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
46	حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام	69
47	حضرت سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ	71

موصل (بغداد سے مغرب کی جانب 396 کلومیٹر)

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
48	حضرت سیدنا یونس علیہ السلام	74
49	حضرت شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ	76

بصرہ (بغداد سے جنوب کی جانب 549 کلومیٹر)

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
50	حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	77
51	حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	79
52	حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	80
53	حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ	82

زیارت کے آداب اور حاضری کا طریقہ

اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے مقدّس مزارات جہاں رُشدو ہدایت کے مراکز ہیں، وہیں آداب و احترام کے لحاظ سے بہت بڑی نازک بارگاہیں ہیں۔لہٰذا زیارت کرنے والے عقیدت و محبت میں ڈھل کر مندرجہ ذیل آداب کا خاص خیال رکھیں۔

❶ صاحبِ مزار کے ساتھ محبت وعقیدت اور حسنِ اعتقاد انتہائی لازمی ہے۔

❷ یہ اعتقاد رکھیں کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں، سلام سنتے، جواب دیتے اور آپ کو دیکھتے ہیں اور صاحبِ مزار تمہارے باطنی احوال سے واقف ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اِذن سے نفع رَسانی پر قادر ہیں۔

❸ باوضو، پاک اور معطر لباس میں حاضر ہوں۔

❹ زِیارت کرنے والوں کی تعداد جب بہت زیادہ ہو تو کسی کو بھی تکلیف دینے سے اِجتناب کریں۔

❺ درود شریف، تلاوت اور دیگر تسبیحات کی کثرت کریں۔

❻ اَدب سے سلام پیش کریں اور پھر مناسب فاصلے پر کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر باادب کلماتِ مقدّسہ پڑھ کر ثواب کے تحائف پیش کریں، مزارِ مبارک کے قرب میں نوافل ادا کریں، اپنے اور تمام اہل اسلام کے لیے صاحبِ مزار کے وسیلہ سے دعا کریں۔

نوٹ: کسی بھی مزار پاک پر حاضری سے قبل صاحبِ مزار کی سیرت کا مطالعہ محبت اور اَدب میں اِضافے کا باعث ہوگا۔

صاحب مزار کی خصوصی توجہ اور برکت حاصل کرنے کا عمل

جب بھی کسی بزرگ کے مزار مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل ہو اگر وہاں متصل قبرستان ہے تو تمام مدفونین کو اِن الفاظ میں سلام پیش کریں

''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَا أَھۡلَ الدِّیَارِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ، یَغۡفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمۡ وَإِنَّا إِنۡ شَاءَ اللہُ بِکُمۡ لَلَاحِقُوۡنَ، وَنَسۡأَ لُ اللہَ لَنَا وَلَکُمُ الۡعَافِیَۃَ '' (اے اہل دیارِ مومنین و مسلمین! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے حق میں بخشش فرمائے اور ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے حق میں عافیت کا سوال کرتے ہیں)

اور تمام قبرستان والوں کے لیے فاتحہ پڑھیں پھر مزار مبارک میں قدموں کی طرف سے حاضر دربار ہوں ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص ('' قُلۡ ھُوَاللہُ اَحَدٌ '') پڑھ کر صاحب مزار کی خدمت میں ہدیۃً پیش کریں اور پھر 21 بار '' سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الۡمَلَائِکَۃِ وَالرُّوۡحِ '' اور تین بار سورہ قدر (اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ) پڑھ کر باادب آنکھیں بند کر کے صاحب مزار کا تصور کر کے دل میں قصیدہ غوثیہ شریف کا یہ شعر بکثرت پڑھیں

تَقَبَّلۡنِیۡ وَلَاتَرۡدُدۡ سُؤَالِیۡ

اَغِثۡنِیۡ یَاسَیِّدِیۡ اُنۡظُرۡ بِحَالِیۡ

اِنۡ شَآءَ اللہُ الۡعَزِیۡز صاحب مزار کی رُوح مبارک کا خصوصی فیض اور بے پناہ برکت حاصل ہوگی۔ (وظائف اولیاء کرام)

نجف اَشرف کی تاریخ

دنیا میں جہاں بہت سے مرکزی شہر اپنی خوبصورتی، حسن و جمال اور شان و شوکت کی وجہ سے مشہور ہیں وہاں ''نجف اَشرف'' علومِ اہل بیت علیہم السلام کا مرکز ہونے کے حوالے سے پوری دنیا میں شہرت رکھتا ہے۔ ''نجف اَشرف'' عراق کا ایک مرکزی شہر ہے اس مقدّس شہر کے ہر گوشہ میں دینی ثقافت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

نجف اَشرف عراق کے دار الحکومت بغداد سے تقریباً 116 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور سطح سمندر سے اس کی بلندی 70 میٹر ہے نجف اشرف کی شمال مشرقی سرحد کربلا سے ملتی ہے جبکہ کربلا کا شہر نجف سے تقریباً 80 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ نجف اَشرف کے جنوب اور مغرب میں خشک ''بحر نجف'' ہے۔

عصرِ حاضر میں نجف وہ شہر ہے جو کوفہ کے ساتھ ملحق ہے، پہلے پہل نجف نامی ایک قدیم عربی شہر ''مناذرہ'' کے قریب بھی ہوا کرتا تھا کہ جو حیرہ کے بادشاہوں کے زیر تسلط تھا۔

اِسلامی فتوحات سے پہلے نجف میں صرف عیسائیوں کی عبادت گاہیں ہوا کرتی تھیں البتہ جب سے حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی آرام گاہ نجف اَشرف قرار پائی ہے اُس وقت سے نجف اَشرف کی آبادی میں کافی اضافہ ہوا ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی ہی برکت سے نجف اَشرف ایک مقدّس شہر کے طور پر پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔

قبرستان وادی السلام

نجف اَشرف

قبرستان وادی السلام عراق کے شہر نجف اَشرف میں ایک بڑا اور تاریخی قبرستان ہے۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام میں سے دو عظیم نبی حضرت سیدنا ھود اور حضرت سیدنا صالح علیہما السلام اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں اور متعدد جلیل القدر بندگانِ خدا رحمۃ اللہ علیہم یہاں رونق اَفروز ہیں جن کے مزاراتِ مقدّسہ مرکز تجلیات ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيۡنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيۡنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ يَا اَنۡبِيَآءَ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ يَا مُقَرَّبِيِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ يَا خَيۡرَ عِبَادِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ يَا اَشۡرَفَ النَّاسِ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ يَا اَفۡضَلَ الۡخَلۡقِ

ممدوح حق تعالیٰ، پیغمبر اجل و اعلیٰ

حضرت سیدنا ہود علیہ السلام

نجف اشرف (پرانا قبرستان)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا يَا هُوْدُ علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔قرآن پاک کی گیارہویں سورہ آپ کے نام پر ہے۔یمن اور عمان کے درمیان احقاف نامی سرزمین پر قومِ عاد کی طرف آپ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔وہاں کے لوگوں نے نعمتوں کی فراوانی کے باوجود توحید کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کی اور فسق و فجور میں غرق ہو گئے۔آپ علیہ السلام نے قوم کی ہدایت کے لئے نہایت کوشش کی مگر چند افراد کو چھوڑ کر کسی نے آپ علیہ السلام کی تصدیق کی نہ نصیحتوں پر یقین کیا۔آپ علیہ السلام نے دعائے ضرر فرمائی بالآخر عذابِ الٰہی آپہنچا۔یہاں تک کہ آسمان پر کالے بادل چھا گئے اور قومِ عاد کے جاہل لوگ کہنے لگے اِس سے مفید بارش برسے گی۔

سیدنا ہود علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ بادل رحمت کے نہیں بلکہ غضب کے ہیں''۔مگر قوم نے ایک بھی نہ سنی۔کچھ دیر بعد حضرت ہود علیہ السلام کا فرمان سچائی میں بدلتا گیا اور تیز ہوائیں چلنی لگیں جن کی رفتار اتنی زیادہ تھی کہ گھوڑوں اور مال مویشیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ دے مارتی تھیں۔سات دن رات یہ تیز ہوائیں چلتی رہیں اور اس دوران ریت کا طوفان اٹھا اور تمام مکانوں اور انسانوں پر گرا اور سب لوگ ہلاک ہو گئے صرف حضرت ہود علیہ السلام اور اُن کے چند اصحاب جنہوں نے اَمن کی جگہ پناہ لی تھی محفوظ رہے۔اس واقعہ کے بعد سیدنا ہود علیہ السلام سرزمین حضر موت چلے گئے اور وہاں باقی عمر بسر فرمائی۔

ممدوحِ باری تعالیٰ، پیغمبرِ عظیم

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام

وادی سلام نجف

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا یَاصَالِحُ علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام کے والد کا نام ''عبیر بن سیاف'' ہے۔آپ چھٹے پیغمبر ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی نسل میں سے ہیں ۔قوم ثمود کی طرف مبعوث کئے گئے ،ثمود ''عرب عاربہ'' یعنی دورِقدیم کی خاص عربی النسل قوم تھی ۔آپ کا زمانہ حضرت ہود علیہ السلام کے بعد کا ہے۔جس طرح عاد کو''عادِارم'' کہا گیا۔اسی طرح اس قوم کو ہلاکت کے بعد ''ثمودارم'' یا ''عادِثانیہ'' کہاجاتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر:9/142)

ثمود بت پرست تھے۔یہ قوم جہاں آباد تھی وہ جگہ آج کل ''مدائن صالح'' کے نام سے مشہور ہے، یہ شہر مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ سے شمال مغرب میں 380 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے یہاں کے لوگ پہاڑوں میں گھر بنا کر رہتے تھے جس کی وجہ اُن کے دشمن انہیں شکست نہیں دے سکتے تھے۔حضرت صالح علیہ السلام انہیں سمجھاتے اور دین کی دعوت دیتے ۔لیکن اُنھوں نے ہر طرح سے عاد کی پیروی کی ۔آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوتِ توحید پیش کی اور قوم کی فرمائش کے مطابق انہیں ایک چٹان سے اونٹنی بطور معجزہ ظاہر کر کے دکھائی مگر قوم نے پھر بھی نا صرف انکار کیا بلکہ اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں ۔حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے انکار اور ان کے ناحق اصرار کو دیکھ کر عذاب کے لئے دعا فرمائی اور وہ غرق ہو گئے۔آپ علیہ السلام کا مزارِ اقدس ''وادیٔ سلام نجف اَشرف'' میں ہے۔

باب المدینۃ العلم، مولائے کائنات، اسد اللہ الغالب

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام

نجف اشرف، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَا اَسَدَ اللّٰهِ الْغَالِبُ علیہ السلام

سیدنا امیر المؤمنین مولا علی علیہ السلام جنابِ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیق اور پیارے چچا حضرتِ ابو طالب علیہ السلام کے بیٹے اور جنابِ حضرتِ عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ خاندانِ بنو ہاشم سے ہیں، حضرت مولا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی ولادت 13 رجب المرجب 30 عام الفیل کو خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔ آپ علیہ السلام کی کنیت مبارک ''ابو الحسن'' ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''ابو تراب'' کی کنیت سے نوازا اور یہی کنیت آپ علیہ السلام کو انتہائی محبوب تھی۔ ''حیدر'' (شیر) آپ علیہ السلام کا لقب مبارک تھا۔ عموماً محدثین کرام نے آپ علیہ السلام کو ''اسد اللہ'' کے لقب یعنی اللہ کا شیر سے یاد کیا ہے۔

روزِ اوّل سے ہی جو خیر و برکت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے مقدر میں تھی اُن میں سے ایک آپ کا آغوشِ نبوّت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پرورش پانا ہے آپ ابتدا سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستہ ہو گئے حتیٰ کہ جب آقائے کائنات رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اظہارِ نبوت فرمایا تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے بعد اور مرد شخصیات میں سے سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے تصدیقِ نبوّت کرنے کا اعزاز پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و سیدہ خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے ہمراہ سب سے پہلے نمازی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ علیہ السلام سے مخدومۂ کائنات جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی شادی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پیاری لختِ جگر

سے فرمایا: ''میں نے تمہاری شادی اُس شخص سے کی ہے جو دنیا و آخرت کا سردار ہے اور جو اسلام کے لحاظ سے میرا سب سے پہلا ساتھی ہے علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے اور مُروّت و بردباری کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔''

سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے جتنے فضائل و مناقب اَحادیث نبویہ ﷺ میں موجود ہیں کسی اور صحابی کی شان میں اتنے مناقب نہیں ملتے۔''اَلْاِسْتِيْعَابُ فِيْ مَعْرِفَةِ الْاَصْحَابُ'' میں ہے: ''وَ فَضَائِلُهٗ لَا يُحِيْطُ بِهَا كِتَابٌ'' آپ علیہ السلام کے فضائل کسی ایک کتاب میں جمع نہیں کئے جا سکتے۔ آپ تمام اُوصاف حمیدہ اور کمالات جلیلہ کے مالک ہیں۔ اصحابِ کبار اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا رجوع ہمیشہ سیدنا مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے فتاویٰ پر تھا۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اَقوال اِس امر پر شاہد ہیں۔ نصوص شریعت حرف بہ حرف اللہ کے رسول ﷺ سے سیکھے اور یاد فرمائے۔ علم و حکمت کے اتنے اونچے مقام پر فائز تھے کہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا کہ جو کہتا ہو کہ مجھ سے سوال کرو''

آپ علیہ السلام قرآنی آیات کے نزول کا کمال علم رکھنے والے تھے۔ ابوالطفیل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''مجھ سے قرآن مجید کے بارے میں پوچھ لو، یقیناً میں تمام قرآنی آیات کے بارے میں جانتا ہوں کہ کون سی آیت رات کے وقت نازل ہوئی اور کون سی دن کے وقت، کون سی عام جگہ میں اور کون سی کسی پہاڑ پر نازل ہوئی۔''

(تاریخ دمشق: 42/398، الطبقات الکبریٰ: 2/257)

شجاعت جو آپ علیہ السلام کا ذاتی وصف ہے اور خاص عطائے پروردگار ہے، تمام غزوات و سرایا میں آپ علیہ السلام کا کردار بہت نمایاں ہے، رسول اللہ ﷺ نے آپ علیہ السلام کے حق میں دعا فرمائی اور اپنی وہ تلوار جس کا نام ''ذوالفقار'' تھا عطا فرمائی۔ حجۃ الوداع

کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قربانی کے لئے (100) سو اُونٹ جمع فرمائے۔ جن میں سے (63) تریسٹھ پر خود اپنے دستِ مبارک سے تکبیر فرمائی اور باقی حضرت مولا علی علیہ السلام کے سپرد کر کے انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ذبح کرنے کا فرمایا۔ اَحادیث میں ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''یا علی! ہماری طرف سے ہمیشہ قربانی کرتے رہنا۔'' چنانچہ 11 ہجری سے 39 ہجری تک حضرت مولا علی علیہ السلام اپنی قربانی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے بھی قربانی دیتے رہے۔

آپ علیہ السلام ہمیشہ عوام کو اخلاق حسنہ کی ترغیب دیتے، ثقہ تابعی ربیعہ بن ناجذ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم لوگوں میں ایسے ہو جاؤ جیسے شہد کی مکھی پرندوں میں ہوتی ہے، پرندوں میں سے کوئی بھی پرندہ ایسا نہیں ہے جو اُسے کمزور نہ جانتا ہو، لیکن اگر پرندے یہ جان لیں کہ اس کے پیٹ میں کتنی برکت ہے تو وہ اسے ہرگز ایسا نہ جانیں، یقیناً انسان کے لیے وہی ہے جو اُس نے کمایا اور قیامت کے دن وہ اُسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہو گا۔'' (سنن الدارمی: 1/345)

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن 19 ذوالحجہ 35 ہجری کو خلافت پر فائز ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ علیہ السلام کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ اشقی الناس عبدالرحمن بن ملجم نے نماز کی حالت میں زہر سے بجھی ہوئی تلوار کے ساتھ زوردار وار کیا جس سے آپ علیہ السلام کی شہادت ہوئی۔ تمام مسلمان عقیدت واحترام اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ 21 رمضان المبارک کو آپ علیہ السلام کی شہادت کو یاد کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولائے کائنات علیہ السلام کی شہادت جامع مسجد کوفہ میں ہوئی۔ آپ علیہ السلام کا مزارِ گوہر بار نجفِ اَشرف عراق میں ہے۔

حلہ

''حلہ'' بغداد سے ایک سوکلومیٹر جنوب مشرق کی جانب ہے۔حلہ کے جنوب میں تقریباً 20 کلومیٹر نجفِ اشرف جانے والی سڑک پر بائیں ہاتھ حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا روضہ مبارک ہے۔حلہ سے تقریباً پندرہ کلومیٹر مغرب میں مقامِ خلیل اللہ علیہ السلام ہے۔ جہاں سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی وِلادت ہوئی۔

قریب ہی نمرود کا محل ہے جو کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے اسی جگہ وہ مقام بھی ہے جہاں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔حلہ شہر سے دیوانیہ جانے والی سڑک کے کنارے تقریباً 8 کلومیٹر پر نہرِ فرات ہے اسی نہر کے کنارے وہ مقام ہے جہاں حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام رہتے تھے قریب ہی وہ کنواں بھی ہے جس کے پانی سے آپ کا مرض ختم ہوا تھا۔

بابل

حلہ سے بغداد جانے والی سڑک پر تقریباً 8 کلومیٹر مغرب میں بابل شہر کے کھنڈرات ہیں جو کہ قابل دِید ہیں۔ بابل آشوری اور بابلی خاندان کا پایۂ تخت تھا تاریخ میں اس شہر کو ''الجبائن'' کہتے ہیں۔

یہاں پر ہینگنگ گارڈن کے آثار بھی پائے جاتے ہیں جس کا شمار دنیا کے سات عجائبات میں ہوتا ہے۔ یہ گارڈن شہنشاہ نبوخذ نصر نے اپنی بیوی کیلئے بنوایا تھا۔

ممدوحِ باری تعالیٰ، پیغمبرِ عظیم

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام

بابل، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدَنَا یَا اَیُّوبُ علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ علیہ السلام

سیدنا ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ''عیص'' کی اولاد میں سے ہیں۔ زوجہ محترمہ کا نام ''رحمتہ'' ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے لختِ جگر ''افرائیم'' کی صاحبزادی تھیں۔ آپ علیہ السلام مسکینوں پر رحم، یتیموں کی کفالت، بیوہ عورتوں کی امداد و معاونت کرتے مہمانوں کے ساتھ عزت و تکریم اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو ہر طرح سے آزماتا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کو پہلے صحت و دولت، اولاد اور ہر طرح کی خوشیاں عطا کر کے آزمایا۔ اس کے بعد آزمائش کا دوسرا دَور شروع ہوا کہ زمین کے نیچے سے قدرتی آگ نے آپ علیہ السلام کے باغات، کھیتیاں، اونٹ، بکریاں، چرواہے جلا کر راکھ کر دیے۔ آپ علیہ السلام کی اولاد ایک مکان میں تھی وہاں زلزلہ آیا مکان گر گیا آپ علیہ السلام کی اولاد فوت ہو گئی۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے صبر کا کمال مظاہرہ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو جسمانی مرض کی آزمائش سے آزمایا۔ روایات کے مطابق آپ 80 سال آزمائش میں رہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ اپنا پاؤں زمین پر مارو تو اس سے چشمہ جاری ہو گا، اس سے پانی پیو اور نہاؤ تمہیں شفا حاصل ہو گی۔ آپ علیہ السلام کو نہانے سے ظاہری جسم کی بیماریوں اور پانی پینے سے تمام بیماریوں سے شفا مل گئی۔

آپ علیہ السلام کا مزارِ اقدس بابل عراق میں ہے۔

مدوحِ باری تعالیٰ، پیغمبرِ عظیم

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام

قادسیہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَا شُعَیْبُ علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام عرب کے تیسرے نبی ہیں جن کا اسم گرامی قرآن کریم میں گیارہ بار ذکر ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سسر مبارک بھی ہیں۔ انتہائی کمال درجہ کا خطاب فرمایا کرتے تھے اس لیے آپ کا لقب ''خطیب الانبیاء'' ہے۔ آپ علیہ السلام کو دو قوموں ''مَدْ یَن اور اَ یکہ'' کے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ ''مدین'' ایسا شہر تھا جہاں کے لوگ بت پرستی، برائی، ناپ تول میں کمی اور خرید و فروخت میں خیانت کیا کرتے تھے۔ چوری اور ڈاکہ زنی اِن لوگوں میں عام تھی ''اَ یکہ'' مَدْ یَن کے قریب آباد، جنگل اور درختوں سے بھرا ہوا ایک گاؤں تھا، اِن لوگوں کا ذکر قرآن میں چار مقام پر ہوا ہے۔ یہاں کے لوگ بھی مدین کے لوگوں کی طرح برائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔

سورۂ ہود میں قوم مدین کی طرف آپ علیہ السلام کے پیغام ہدایت اور قوم کے جوابات اور اصحاب الایکہ کا ذکر سورۃ الشعراء میں کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور جو عذاب ان سے پہلی قوموں پر آئے، وہ بھی اُن کو یاد دِلائے لیکن اُن کا کفر اور فسق زیادہ ہوتا رہا۔ اُن لوگوں میں سے سوائے چند افراد کے کوئی ایمان لایا اور نہ تصدیق کی، باقیوں پر آسمان سے عذاب آیا اور وہ غرق ہو گئے۔

آپ علیہ السلام کا مزارِ اقدس قادسیہ (دیوانیہ) عراق میں ہے۔

کوفہ شہر

''کوفہ'' شہر دریائے فرات کے کنارے آباد ہے۔ یہ عراق کے صوبہ نجف سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جو کبھی عربوں کا دارالخلافہ تھا، ایک تحقیق کے مطابق شہر کوفہ کو امیر المؤمنین، خلیفۂ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے 17 ہجری میں آباد کیا تھا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی:106)

''مسجد کوفہ'' اسلام کی اوّلین مساجد میں سے ہے، جہاں حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا، یہ بہت بڑی فصیل نما مسجد ہے جس کے صحن میں بارہ مُصلے ہیں۔ صحنِ مسجد کے درمیان میں وہ مقام ہے جہاں حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی دُعا سے قومِ نوح پر طوفان کی صورت میں عذاب نازل ہوا تھا۔

مسجد کے مشرقی جانب حضرت سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ، کا روضہ مبارک ہے۔

''مسجد علی علیہ السلام'' کے سامنے جناب سیدنا علی المرتضی علیہ السلام کی بیٹی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارک ہے۔ مسجد کے جنوب میں سیدنا علی المرتضی علیہ السلام کا گھر مبارک ہے جو آج بھی قائم ودائم ہے۔ قریب ہی کوفہ کے گورنر ابن زیاد کا قلعہ اور محل تھا جو آج کھنڈرات بنا ہوا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے گھر مبارک میں ایک کنواں ہے جس کا پانی آج بھی صاف وشفاف ہے اور آپ کے گھر مبارک سے ایک سو گز مغرب میں آپ کے ساتھی وجانثار سیدنا میثم تمار رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے۔ کوفہ سے بغداد جانیوالی سڑک پر جائیں تو دریائے فرات کے کنارے وہ مقام ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اپنے پیٹ سے اُگلا تھا۔

''خط کوفی'' ایک قدیم عربی رسم الخط ہے جو آغازِ اسلام میں عراق کے شہر کوفہ میں پروان چڑھا اور یہی سے ترقی پایا اور دنیا میں متعارف ہوا۔

سفیرِ حضرت امام حسین علیہ السلام، پیکرِ عزم و وفا

حضرت سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام

جامع مسجد کوفہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَا مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْل علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَفِيْرَ الْاِمَامِ الْحُسَيْن علیہ السلام

سیدنا مسلم علیہ السلام حضرت عقیل بن ابو طالب علیہ السلام کے صاحبزادے، اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بھتیجے ہیں۔ لقب ''سفیر حسین علیہ السلام'' ہے۔ مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی، بچپن ہی سے انتہائی فصیح و بلیغ گفتگو فرماتے۔ شہزادہ کونین سیدنا امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت آپ کے خون میں شامل تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت مسلم علیہ السلام نے ہمیشہ شہزادۂ رسول سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دیا اور ہر قدم پر آپ کی خدمات بجا لائیں۔ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام انتہائی بہادر، شجاع اور وجیہ شخصیت کے مالک تھے۔

60 ہجری میں یزید نے مسند اقتدار سنبھالتے ہی بیہودہ روایات کا آغاز کر دیا، اسلامی روایات مسخ ہونے لگیں اور ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا اہل کوفہ نے یزید کے مظالم سے تنگ آ کر امام حسین علیہ السلام کو خطوط لکھے کہ آپ کوفہ تشریف لائیں لوگ آپ کی علیہ السلام اقتدا میں اسلامی اقدار کا فروغ چاہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے ان خطوط کے جواب میں صورتحال کا جائزہ لینے اور لوگوں کو حوصلہ دینے کے لیے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم علیہ السلام کو کوفہ روانہ فرمایا۔ اس وقت آپ کے ہمراہ آپ علیہ السلام کے دو کم عمر صاحبزادگان بھی تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام جب کوفہ پہنچے اور کوفہ میں عوسجہ رضی اللہ عنہ نامی شخص کے گھر مقیم ہوئے، کتب تاریخ کے مطابق اس وقت آپ علیہ السلام کی بیعت کرنے والے لوگوں کی تعداد

کتنی تھی اس میں متعدد اقوال ہیں کچھ نے لکھا 12,000 افراد نے بیعت کی اور ہر حال آپ علیہ السلام کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا بعض نے بیعت کرنے والوں کی تعداد 18,000 لکھی اور بعض نے 30,000 تک یہ تعداد لکھی ہے۔

حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کی اس قدر حوصلہ افزائی اور روز بروز بڑھتی ہوئی شہرت کو دیکھتے ہوئے یزید کے جاسوسوں نے یزید کو خط میں کوفہ کے حالات لکھے اور کہا کہ حاکم کوفہ نعمان بن بشیر کی جگہ بصرہ کے موجودہ حاکم عبید اللہ ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنادو عبید اللہ کو جب کوفہ گورنر بنایا گیا اس وقت سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام مختار کے گھر سے نکل کر ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہو گئے تھے۔ جو کوفہ میں ایک بزرگ شخصیت مانے جاتے تھے۔

ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے بعد آپ علیہ السلام باہر تشریف لے آئے اور جنگ شروع ہوگئی، آہستہ آہستہ سب کوفیوں نے ساتھ چھوڑ دیا حتی کہ صرف تیس افراد آپ کے ساتھ رہ گئے، مغرب کی نماز تک وہ بھی باقی نہ رہے۔

ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام اور آپ کے دو شہزادوں کو بھی بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کی شہادت کے بعد عبید اللہ نے ہانی کے قتل کا حکم دے کر ان کے سرتن سے جدا کرنے کے بعد یزید کے پاس روانہ کئے۔ معرکہ کربلا سے پہلے یہ شہادتیں یزیدیت کی بوکھلاہٹ کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ آپ علیہ السلام جیسی شخصیت اسلامی اقدار کے احیاء اور فروغ میں نمایاں مقام رکھتی ہے آپ علیہ السلام کا تذکرہ امت کے لیے باعثِ تسکین قلب وجاں ہے۔

کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
اُس مسلم بن عقیل علیہ السلام پہ لاکھوں سلام

فرزندانِ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام، گلہائے بنی ہاشم

سیدنا محمد بن مسلم رضی اللہ عنہما
سیدنا ابراہیم بن مسلم رضی اللہ عنہما

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ رضی اللہ عنہما
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُسْلِمٍ رضی اللہ عنہما

حضرت محمد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سیدنا امام مسلم بن عقیل علیہ السلام کے فرزندان پاک ہیں جناب محمد رضی اللہ عنہ کی عمر سات اور جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ سال تھی آپ دونوں اپنے والدِ معظم کے ساتھ کوفہ میں تشریف لائے اور اسیر ہوئے کچھ مدت جیل میں رہنے کے بعد وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

ابن زیاد اِن کے خون کا پیاسا ہو گیا، اُس نے کوفہ کی گلی کوچوں میں یہ اعلان کروا دیا کہ جو شخص فرزندان مسلم بن عقیل علیہما السلام کو ڈھونڈ کر لائے گا اُسے اِنعام و اکرام سے نوازا جائے گا اور جو اُن کو پناہ دیئے ہوئے ہوگا اُسے سخت سزا دی جائے گی، قاضی شُریح نے حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام سے کئے گئے وعدے کو پورا کرنے کی مکمل کوشش کی، مدینہ منورہ جاتے ہوئے قافلہ میں شامل کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو بھیجا لیکن تقدیر میں کچھ اور لکھا تھا۔ بالجملہ شہزادگان کرام رضی اللہ عنہما نے اَن گنت مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔ ابن زیاد کے ایک کارندے نے درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاندانِ نبوت علیہم السلام کے ان پھولوں کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

نہرِ فرات کے کنارے مسیب نامی شہر میں گلشن رسالت کے اِن دو شہزادگان رضی اللہ عنہما کے مزاراتِ مقدس واقع ہیں۔

عاشقِ مولائے کائنات، محبِّ اہلِ بیت

حضرت سیدنا میثم بن یحییٰ التمار رضی اللہ عنہ

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَضۡرَتۡ مِيۡثَم بِن يَحۡيٰ التَّمار رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا خَادِمَ مَولَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

سیدنا میثم تمار رضی اللہ عنہ، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے انتہائی قریبی ساتھی اور وفادار تھے۔ عراق اور ایران کے درمیان واقع، کوفہ شہر کے قریب علاقہ ''نہروان'' میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ بنو اسد کی ایک خاتون کے غلام تھے اس لیے ''اسدی'' کی نسبت سے معروف ہوئے۔ حالانکہ آپ کے والد کا نام ''یحیٰی'' تھا، حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجۡهَهُ الۡكَرِيۡم نے خرید کر آزاد کرایا جب آپ علیہ السلام نے اِن سے نام پوچھا: تو عرض کیا: ''میرا نام سالم ہے'' سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہارے عجمی والدین نے تمہارا نام ''میثم'' رکھا تھا، یہ سنتے ہی حضرت میثم تمار رضی اللہ عنہ پر کیفیت طاری ہوگئی اور بول اُٹھے:

''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے سچ فرمایا، وہ میرا نام ہے۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا تو اپنے اصل نام کی طرف لوٹ جاؤ، پھر اس کے بعد اپنا نام ''میثم'' اور ''ابوسالم'' کنیت رکھی۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہم: رقم 8493)

آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے، کوفہ منتقل ہونے کا تذکرہ کسی معتبر تاریخ سے نہیں ملا البتہ ''الاصابہ'' کی روایت کے مطابق اتنا واضح ہوجاتا ہے کہ جب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے جب آزاد کرایا اُس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے۔

آزاد ہونے کے بعد کھجوریں بیچنے کا کاروبار شروع کیا اس وجہ سے آپ کو ''تمار'' کہا جاتا ہے۔ انتہائی سادہ زندگی بسر فرماتے، آپ کے دل میں بس دو ہی چیزیں پرورش پا رہی تھیں ایک علوم دینیہ کی طرف رغبت اور دوسری امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے والہانہ محبت، آپ رضی اللہ عنہ نے باب مدینۃ العلم کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم سے علم ودانش اور فضیلت کے اَنوار حاصل کئے اِن میں سے اہم علم ''تفسیر قرآن کا علم اور معرفت کے اسرار تھے''

محبت ومؤدت حیدرِ کرار علیہ السلام کا ایسا رنگ چڑھا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہر محفل میں ہر مجلس میں عام لوگوں کو سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡھَہُ کی عظمت کی طرف متوجہ کروں۔ آپ رضی اللہ عنہ فن خطابت اور سخن وری کے ماہر تھے، آپ رضی اللہ عنہ وقت کے جابر حکمرانوں سے بے باک کلام کیا کرتے تھے، حق گوئی اور بے باکی کا عالم یہ تھا کہ بازارِ کوفہ کے میوہ فروش دکانداروں کے حقوق کی آواز اٹھانے کے لیے جب بھی ابن زیاد کی شکایت کی جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ کی سخن وری سے اِستفادہ کیا جاتا تھا۔

حیدرِ کرار سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم نے اِن کی شہادت سے کئی برس پہلے فرمادیا تھا: ''اے میثم تمہیں میری محبت میں دار پر چڑھایا جائے گا اور اس سے قبل تمہاری زبان کاٹ دی جائے گی'' کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر روز اسی درخت کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز نفل بجا لاتے تھے جس پر انہیں سولی چڑھانے کی خبر انہیں سیدنا حیدر کرار کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم نے دی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے 22 ذوالحج 60 ہجری میں سید الایام یوم الجمعۃ کو جام شہادت نوش فرمایا۔ مزارانور شہر کوفہ میں مرکز تجلیات ہے۔

پیکرِ صبر و وفا، محبت اہل بیت

حضرت سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ

کوفہ شہر

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَاصِرَ الۡمِلَّةِ وَالدِّيۡنِ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدَ الۡمُجَاهِدِيۡنَ

حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ اشرافِ کوفہ میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں، اور بالخصوص حضرت مولا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجۡهَهُ الۡكَرِيۡم کے مصاحبین میں سے ہیں۔ تمام جنگوں میں مولا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجۡهَهُ الۡكَرِيۡم کے ساتھ رہے، اور تمام معاملات میں معاونِ خصوصی تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ "محبِ اہل بیت علیہم السلام" تھے۔ خاندان اہل بیت علیہم السلام سے آپ رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام مختار کے گھر سے حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر رہائش پذیر ہوئے، ابن زیاد نے فوج کو حضرت مسلم علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے بھیجا تو حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ (جن کی عمر اس وقت 90 سال تھی) نے اپنے مہمان کو اُن کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس پر بھی انہوں نے انکار کیا کہ میں مسلم بن عقیل علیہ السلام کو کبھی بھی تمھارے حوالے نہیں کروں گا تو انہیں باندھ کر پانچ سو کوڑوں کی سزا دی گئی، جس کے دوران آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے، اور آپ کا سرتن سے جدا کر دیا گیا۔

شہادت 8 ذوالحج 60ھ کو ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار کوفہ میں مرجعِ خلائق ہے۔

نواسۂ رسول علیہ السلام، جگر گوشہ بتول، نورِ نظرِ مرتضٰی

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

کربلائے معلی

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَاسَيِّدِيۡ يَا اَبَا عَبۡدِ اللهِ الۡحُسَيۡنِ علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَاسَيِّدِيۡ يَا ابۡنَ رَسُوۡلِ اللهِ علیہ السلام

''ابوعبداللہ سیدنا حسین ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم علیہم السلام''

آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت 5 شعبان المعظم 4 ہجری (ایک قول 3 شعبان) کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہ السلام کے کان میں اذان دی، منہ میں لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی، ساتویں دن عقیقہ کیا اور اسم گرامی ''حسین'' رکھا۔ آپ علیہ السلام سینۂ پاک سے لے کر قدمان مبارک تک اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے

براہِ راست فیضان نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حاصل کیا، مختصر سی مدت میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشست و برخاست، خلوت وجلوت، عبادت وریاضت اور اخلاق وعادات کا بغور مطالعہ کیا اور اپنی زندگی کو اسوۂ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں منور کر لیا۔ علم وعمل، زہد وتقویٰ، جود وسخا، شجاعت وقوت، اخلاق ومروّت، صبر وشکر، حلم وحیا وغیرہ صفات کمال میں اکمل اور مہمان نوازی، غرباء پروری، اعانتِ مظلوم، صلۂ رحم، محبتِ فقراء ومساکین میں شہرۂ آفاق تھے۔ آپ علیہ السلام نے پچیس حج پیدل ادا کئے، رات قیام میں اور دن کو روزہ اور کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت فرمایا کرتے۔ عہدِ عثمانی اور پھر اپنے والدِ گرامی اور برادرِ اکبر کے عہدِ مقدس میں چوں کہ آپ علیہ السلام عالم شباب میں آ چکے تھے اس لیے اُس زمانے کی فتوحات و جنگوں میں بھرپور حصہ لیا اور خوب ہمت وشجاعت کا مظاہرہ فرمایا، آپ علیہ السلام کی جلالت علمی

اور شانِ فقہی کا اعتراف اکابرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی تھا، دینی فقاہت اور شرعی اجتہاد کا ملکہ بھی کمال کا تھا بیش تر مسلمان حلال وحرام کے مسائل میں آپ علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے تھے۔ خاندان رسالت میں آپ کی عظمت ومنزلت کا اندازہ اس مبارک فرمان سے کیا جاسکتا ہے، جانِ کائنات رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حسین علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے، جو حسین علیہ السلام سے محبت رکھے، حسین علیہ السلام (میری) اولاد میں سے ایک فرزندار جمند ہیں۔" (سنن ترمذی:3775)

آپ علیہ السلام بلا شبہ سرخیل عابداں ہیں اور ایسے عبادت گزار اور شب زندہ دار جنہوں نے انتہائی بے کسی کے عالم میں بھی شبِ عاشورہ اپنے خیمہ میں عبادت باری تعالیٰ میں اس طرح گزاردی کہ دل میں خیال سود وزیاں نہ تھا۔ آپ علیہ السلام ایسے محسن اسلام وانسانیت ہیں جو بے سروسامانی کے عالم میں کئی دن کی بھوک اور پیاس کے باوجود ہزاروں دشمنوں کے مقابلے میں تن تنہا ڈٹ گئے اور تیروں کی بارش، تلواروں کے طوفانی وار اور نیزوں کی چمکتی ہوئی ہزاروں نوکیں، جن کے پائے استقامت میں لغزش نہ لاسکیں۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام ایسے قاری قرآن ہیں جنہوں نے کوفے کے ستم کیش بازاروں میں اسلام کی شان وشوکت اور عظمت ووقار کا علم بلند کرتے ہوئے، جاں نثاروں کی طمانیت کی خاطر قرآن کی بڑائی اور آبرو کے لیے خون سے وضو کئے ہوئے، قرآن مجید کی اس طرح تلاوت فرمائی کہ دین کے چہرے پر نکھار آگیا، شیطانوں کے دل بجھ گئے، بے ایمانوں کی دنیا اجڑ گئی، دنیاوی سلطانوں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ آپ علیہ السلام بہت زیادہ سخی تھے جو بھی آپ سے سوال کرتا، اُس کو اتنا دیتے کہ اُس

کی حاجت ختم ہو جاتی، تنگ دستی مٹ جاتی۔ آپ علیہ السلام کی شہادت کا شہرہ آپ کے زمانۂ شیر خوارگی میں ہی ہو گیا تھا، حیدر کرار علیہ السلام و سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام اور دیگر اکابرین اصحاب رضی اللہ عنہم اِس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرزمین عراق مقام کربلا میں نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیئے جائیں گے۔

سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت کا پہلا پیغام عملی جدوجہد کا پیغام ہے۔ آپ کی محبت فقط رسمی نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے اپنے عمل و حال وقال میں شامل کر لیا جائے اور اپنی زندگی کا مقصد بنایا جائے، یعنی معلوم کیا جائے کہ یزیدی کردار کیا ہے اور حسینی کردار کیا ہے۔ یزید نے کھلم کھلا اسلام کا انکار نہیں کیا تھا اور نہ ہی بتوں کی پوجا کی تھی، مسجدیں بھی مسمار نہیں کی تھیں۔ وہ بھی اسلام کا نام لیتا تھا۔ یزیدی کردار یہ ہے کہ مسلمان بھی ہو اور اسلام سے دھوکہ بھی کرے۔ نام اسلام کا لے اور عمل کافروں والا ہو۔ اسلام اور مسلمانوں سے دھوکہ وفریب یزیدیت کا نام ہے۔ یزید ہر دور میں ہوتا ہے۔ صرف چہرے بدلتے ہیں، کردار ایک ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلے حسینی کردار کی تجلی اپنے اندر پیدا کرو،

سیرت حسین علیہ السلام کو اپنے سینے پہ سجا لو، پھر اس قوت حسینی سے یزیدی کردار کی مخالفت اور اس کا مقابلہ کرو۔ یزیدیت کے بتوں کو پاش پاش کر دو۔ اس کے لیے اگرچہ تمہیں مال، جان، اور اپنی اولاد کی قربانی ہی کیوں دینا پڑے۔ یزیدیت کا مقدر شکست ہے، اس کیلئے صرف جذبۂ صادق چاہیے۔ بروز جمعۃ المبارک، 10 محرم الحرام 61ھ، کو مقامِ کربلا پر سجدے کی حالت میں جامِ شہادت نوش کیا۔ آپ علیہ السلام کا مزار پرانوار ''کربلا معلیٰ'' عراق میں ہے۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حُسین علیہ السلام ابتدا ہے اسماعیل علیہ السلام

قمر بنی ہاشم، باب الحوائج

حضرت سیدنا غازی عباس علمدار علیہ السلام

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَا قَمَرَ بَنِی هَاشِم علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الصَّابِرِیْن علیہ السلام

حضرت سیدنا عباس علیہ السلام سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام ''فاطمہ ام البنین رضی اللہ عنہا'' ہے جن کا تعلق عرب کے ایک معروف و بہادر قبیلے ''بنی کلاب'' سے تھا۔ اللہ کی ولیہ، عرفانِ الٰہی، معرفت اہل بیت اطہار علیہم السلام اور علوم ظاہری و باطنی کی حامل تھیں، سیدنا عباس بن علی علیہما السلام اپنی بہادری اور شیر دلی کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ اپنے برادرِ گرامی سیدنا امام حسین بن علی علیہما السلام کے ساتھ اِن کی وفاداری واقعہ کربلا کے بعد ایک ضرب المثل بن گئی اسی لیے آپ علیہ السلام ''شہنشاہِ وفا'' کے طور پر مشہور ہیں۔

آپ علیہ السلام اُن خوش قسمت افراد میں سے ایک ہیں جن کو عالم انساب میں وہ برتری حاصل ہے جو کم ہی کسی کو حاصل ہوتی ہے آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت 4 شعبان المعظم 26 ہجری کو ہوئی۔ والدِ گرامی نے اسم گرامی ''عباس'' رکھا اور کانوں میں اذان و اقامت پڑھی پھر آپ علیہ السلام کا بوسہ لیا۔ سیدنا حیدر کرار علیہ السلام نے تربیت و پرورش فرمائی۔ اپنے والدِ گرامی سے فن سپہ گری، جنگی علوم، معنوی کمالات، مروّجہ اسلامی علوم و معارف خصوصاً علم فقہ حاصل کئے۔ 14 سال کی عمر میں ''ثانی حیدر'' کہلانے لگے۔ آپ علیہ السلام بچوں کی سرپرستی، کمزوروں اور لاچاروں کی خبر گیری، تلوار بازی اور مناجات و عبادت سے خاص شغف رکھتے تھے۔ آپ علیہ السلام کی خصوصیات میں سے سب سے اہم خصوصیت

سیدنا مولا علیٰ، سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین علیہم السلام کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو اپنے بھائی حسنین کریمین سلام اللہ علیہما کے برابر نہیں سمجھا اور ہمیشہ انہیں اپنا امام سمجھتے اور خود ان کا مطیع و فرماں بردار تھے۔ 40 ہجری سے 45 ہجری کے درمیان ''لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب'' سے رشتہ ٔازواج میں منسلک ہوئے جس کا ثمرہ دو بیٹے ''فضل'' اور ''عبید اللہ'' تھے۔

واقعہ کربلا کے وقت عمر مبارک تقریباً 33 سال کی تھی۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کا علمبردار قرار دیا اِسی وجہ سے آپ علیہ السلام کا ایک لقب ''علمدارِ کربلا'' بھی مشہور ہے۔ یزیدی لشکر کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی مگر سیدنا عباس علیہ السلام کی ہیبت و دہشت ہزاروں کے لشکر پر چھائی ہوئی تھی۔

10 محرم کو پیاسے شہزادوں خصوصاً سیدہ سکینہ الحسین سلام اللہ علیہا کے لئے پانی لانے گئے مگر اِن کو صرف نیزہ اور علم ساتھ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کوشش میں انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ کٹوا دیئے اور شہادت پائی۔ آپ علیہ السلام کی اولاد امجاد ''سادات علوی'' کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ آپ علیہ السلام کا روضہ اقدس عراق کے شہر ''کربلا معلیٰ'' میں ہے۔

تسکین قلب و جاں ہے عباس علیہ السلام تیرا نام
وِرد ہر اک زباں ہے عباس علیہ السلام تیرا نام
صبحِ وفا کے ماتھے کا جھومر بھی ہے یہی
شامِ ابد کی شان ہے عباس علیہ السلام تیرا نام
ساجدؔ غموں کی دھوپ میں کام آیا ہے مجھے
ہر غم میں سائباں ہے عباس علیہ السلام تیرا نام

شبیہِ رسول، جگر پارۂ سیدنا امام حسین علیہ السلام

حضرت سیدنا علی اکبر علیہ السلام

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدَنَا یَا عَلِی اَلۡاَکۡبَر علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَیۡحَانَۃَ اَهۡلِ بَیۡتِ النَّبِیِّ علیہ السلام

آپ کا نام ''علی'' لقب ''اکبر'' کنیت ''ابوالحسن'' والد ''سیدنا امام حسین علیہ السلام'' والدہ ''لیلیٰ بنت ابومرہ ثقفی''، دادا جان حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡهَهٗ اور جدِ اعلیٰ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سیدنا علی اکبر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت و سیرت، اخلاق و عادات اور گفتار میں بالکل مشابہ تھے، آپ کا جلوہ زیبا، تشنگان دیدارِ مصطفی کی پیاس بجھانے کا موجب ہوتا۔ اِن کو دیکھ کر صورت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ آنکھوں میں سما جاتا تھا، شبیہ رسول ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر مبارک میں میدان کارزار میں صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے تھے۔

میدانِ کربلا میں شہادتوں کے سلسلہ بلا خیز کے بعد سیدنا امام حسین علیہ السلام کے شہزادے سیدنا علی اکبر علیہ السلام میدان میں جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں، عجیب منظر ہے۔ بیٹا، شفیق باپ سے گردن کٹوانے کی اجازت طلب کرتا ہے اور اس پر اصرار بھی کر رہا ہے ایسے وقت میں مہربان باپ کی حالت کیسی ہوگی، دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ آپ علیہ السلام میدان میں بیٹے کو بھیجنے کے لیے دیر نہیں کرتے لیکن باطنی جذبات میں جو اضطراب رونما ہوا، وہ آپ کے ان کلمات سے ٹپکتا ہے۔

''اے میرے اللہ! اس ظالم قوم کے مظالم پر گواہ رہنا کہ جب ان کی طرف وہ

نوجوان جارہا ہے جو شکل وصورت اور سیرت وکردار میں تیرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہے جب ہم تیرے نبی کے دیدار چاہتے تھے تو اس کو دیکھ کر پیاس بجھاتے تھے۔''

بالآخر امام عالی مقام علیہ السلام خود شہزادے کو گھوڑے پر سوار فرمایا۔ اسلحہ اپنے ہاتھوں سے لگایا، فولادی ''خود'' سر پر رکھا، تلوار لٹکائی اور نیزہ ہاتھ میں دیا اس وقت اہل بیت کی بیبیوں پر کیا گزری ہوگی جب ایک جگمگاتا ہوا چراغ بھی آخری سلام کہہ رہا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت علی اکبر علیہ السلام رخصت ہو کر میدان میں آئے۔ اور یزیدی لشکر کو گرج دار آواز میں فرمایا:

''میرا نام علی ابن حسین علیہ السلام ہے، رب تعالیٰ کی قسم! ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تر ہیں، واللہ! ابن سمیہ کے بیٹے کے حکم کو ہم نہ مانیں گے۔''

کربلا کا چپہ چپہ اور ریگستان کا ہر ہر ذرہ کانپ اُٹھا ہوگا لیکن ان یزیدیوں کے دل پتھر سے بھی سخت تھے۔ شہزادے کے ہیبت وجلال کو دیکھ کر کسی کو ان کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی، شہزادے کی تلوار یزیدی لشکر پر خوب چلی جدھر کا رخ فرماتے کئی کو فی النار کر دیتے۔ عمرو بن سعد اور اسکی فوج مقتولین کی کثرت سے بلبلا اُٹھی۔ حتیٰ کہ ایک سو بیس ناریوں کو واصل جہنم کیا۔ اس دوران آپ کے جسم پر کافی زخم آچکے تھے۔ شدید زخموں کی وجہ سے پیاس زور پکڑتی گئی۔ واپس امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس آتے ہیں۔ پانی مانگتے ہیں سیدنا امام حسین علیہ السلام پانی نہ ہونے کی وجہ سے اپنی زبان مبارک اپنے لخت جگر کے منہ میں دیتے ہیں تاکہ اس کو چوس لیں۔ پھر شہزادہ علی اکبر علیہ السلام میدانِ کارزار میں اترے جوانمردی سے لڑتے رہے آخر کار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی، گنج شہیداں میں آرام فرما ہیں جہاں ہر وقت لاکھوں مسلمان سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

علی اکبر علیہ السلام ملا شبیر علیہ السلام کو حیدر علیہ السلام کی نسبت سے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن کی تصویر نے دنیا ہے چمکائی

شہزادۂ خاندانِ نبوت، فرزند اطہر سیدنا امام حسین علیہ السلام

حضرت سیدنا علی اصغر علیہ السلام

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا يَا عَلِي اَلْاَصْغَر علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْحُسَيْن علیہ السلام

امام عالی مقام علیہ السلام کی اولاد پاک میں سب سے چھوٹے شہزادے جناب سیدنا علی اصغر علیہ السلام تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام ''رباب بنت امراءالقیس'' ہے۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام اکثر محبت اور پیار کے انداز میں فرماتے تھے۔ ''یہ میرا سب سے چھوٹا بیٹا ہے''۔

میدانِ کربلا میں سیدنا امام حسین علیہ السلام جب بھی خیموں میں تشریف لاتے تو فرماتے مجھے ''اصغر دو'' آپ علیہ السلام ان کو لیکر بوسہ دیتے اور پیار کرتے پھر چلے جاتے کیونکہ آپ اپنے والدِ گرامی علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے،

میدان کربلا میں اب یہ حالت ہے کہ فرزند پیاس کی شدت سے تڑپ رہا ہے، پانی کا نام ونشان تک نہیں، بے چینی کے عالم میں ماں کی طرف دیکھتے ہیں، پھر وہ وقت آیا جب سیدنا امام عالی مقام علیہ السلام نے جناب علی اصغر علیہ السلام کو گود میں لے لیا اُسے چومتے اور پیار کرتے رہے۔ بعدازاں آپ اپنے اہل وعیال کو وصیتیں کرنے میں مشغول ہوگئے۔ اسی اثناء میں بنی سعد کے ایک شخص نے جسے موقدالنار کہتے تھے ایک تیر چلایا اور ننھے شہزادے جناب سیدنا علی اصغر علیہ السلام کو امام عالی مقام علیہ السلام کی گود میں شہید کردیا۔

یہ قربانیوں کی داستان قائدین اور زعماء کے لیے درس تقلید کا درجہ رکھتی ہے کہ حق کی آواز کو بلند کرنے اور چہاردانگ عالم میں حقانیت کو فروغ دینے کے لیے اپنے جگر پارے قربان کیے جاتے ہیں۔

شہزادۂ سیدنا امام حسن علیہ السلام، پیکرِ جرأت و وفا

حضرت سیدنا قاسم بن حسن علیہما السلام

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَا قَاسِمُ ابْنُ حَسَن علیہما السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُجَاهِدِيْنَ علیہ السلام

سیدنا قاسم علیہ السلام شہزادۂ رسول حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرزندِ جلیل اور فرزندِ رسول سیدنا امام حسین علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت 7 شعبان المعظم 47 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اپنے والدِ گرامی کے وصال کے وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک تین سال تھی۔ آپ علیہ السلام انتہائی جری اور بہادری کے مالک تھے۔ میدان کربلا میں یوم عاشور جناب قاسم علیہ السلام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور! مجھے میدان جنگ میں جانے کی اجازت دی جائے۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جناب قاسم علیہ السلام کے بڑے اصرار کے بعد اجازت دی جب آپ علیہ السلام میدان جنگ میں پہنچے یزیدی لشکر شہزادۂ اہل بیت سیدنا قاسم علیہ السلام کے چہرہ انور کی تابانی و چمک اور ہیبت دیکھ کر بوکھلا گیا، حمید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے سیدنا قاسم علیہ السلام کو میدان میں دیکھا:

''كَانَ وَجْهُهُ قَمَرٌ'' آپ علیہ السلام کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمکتا تھا۔

(البدایہ والنہایہ)

سیّدنا قاسم علیہ السلام نے رجز کے اشعار پڑھنے کے بعد عمرو بن سعد کو کہا کہ کسی لڑنے والے کو بھیج دے۔ عمرو بن سعد نے یہ سن کر ارزق کو بلا کر کہا کہ تم سیّدنا قاسم علیہ السلام کے مقابلہ میں جاؤ۔ ارزق جنگجو اور پرانا تجربہ کار تھا، کہنے لگا کہ ایک لڑکے کے مقابلے میں میرا جانا توہین ہے۔ عمرو بن سعد نے کہا کہ یہ ہاشمی جوان ہے سیّدنا امام حسین علیہ السلام کا بھتیجا ہے اس کا

مقابلہ معمولی آدمی نہ کر سکے گا۔ ارزق نے کہا کہ میں اپنے بیٹوں میں سے کسی کو بھیجتا ہوں۔ ارزق کے چار بیٹے تھے چاروں باری باری آپ کے مقابلے کے لیے آئے لیکن ذلیل ہو کر واصل جہنم ہو گئے، ارزق نے جب یہ دیکھا پاگل ہو گیا اور غصہ میں آ کر سیّدنا قاسم علیہ السلام کے گھوڑے کو نیزہ مار کر مجروح کر دیا پھر خود آپ علیہ السلام کے مقابلے میں آیا لیکن وہ بھی زیادہ دیر نہ رہ سکا اور واصل جہنم ہو گیا۔

ابن جریر لکھتے ہیں کہ عمرو بن سعید ازدی نے سیدنا قاسم علیہ السلام پر حملہ کیا، ان کے سر پر تلوار لگی وہ گر پڑے اور سیّدنا قاسم علیہ السلام نے بلند آواز سے کہا: ''چچا، چچا'' یہ سن کر میدان کی طرف امام حسین علیہ السلام اس طرح پلٹے جیسے شاہین آتا ہے، عمرو بن سعید ازدی کو تلوار ماری اس نے تلوار کو ہاتھ پر روکا اور ہاتھ کہنی سے جدا ہو گیا، چلایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔ اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو سیّدنا امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ سے بچائیں اور اس کو لے جائیں۔ گھوڑے اس کی طرف پلٹ پڑے۔ اُن کے قدم اکھڑ گئے۔ سواروں کو لیے ہوئے عمرو بن سعید ازدی کو روندتے ہوئے گذر گئے آخر میں وہ مر گیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب غبار فرو ہوئی تو میں نے دیکھا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام سیّدنا قاسم علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں جن لوگوں نے تجھے قتل کیا ہے ان سے قیامت کے دن تیرے جد بزرگوار تیرے خون کا دعویٰ کریں گے۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے سیّدنا قاسم علیہ السلام کو اٹھایا سینہ سے لگائے ہوئے تھے دونوں پاؤں سیّدنا قاسم علیہ السلام کے زمین پر گھسٹے ہوئے جا رہے تھے۔ اسی اثناء میں آپ جام شہادت نوش فرما کر جنت کو سدھار گئے۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے سیّدنا قاسم علیہ السلام کے جسم مبارک کو سیّدنا علی اکبر علیہ السلام پہلو میں جا کر لٹا دیا۔

زینتِ وفا، رفیق مولائے کائنات

حضرت حبیب بن مظاہر اسدی رضی اللہ عنہ

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيْدَ الْكَرْبَلَاءِ رضی اللہ عنہ

خاندانِ بنو اسد کے معروف فرد "حبیب بن مظاہر اسدی رضی اللہ عنہ" کوفہ کے رہنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی، سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام سیدنا حسنین کریمین علیہما السلام کے خاص خدمت گار اور وفادار ساتھی تھے۔

"الاصابہ" میں ابن حجر عسقلانی نے ان کا نام "حتیت بن مظہّر" لکھا ہے جب کہ تاریخ طبری میں "حبیب بن مظاہر" ہی ذکر کیا گیا ہے۔

سیدنا مولائے کائنات کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے فیضان علم حاصل کیا اور آپ کے ساتھ کئی جنگوں میں شرکت کی۔ بہت سے علوم پر دسترس رکھتے تھے، زُہد وتقویٰ کے پیکر اور قناعت وریاضت میں اپنی مثال آپ تھے، تلاوت قرآن حکیم سے بے حد محبت تھی ہر شب ختم قرآن پاک کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کوفیوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کو خط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی لیکن جب انھوں نے کوفیوں کی بیعت شکنی کو دیکھا تو کوفہ چھوڑ کر حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے جا ملے اور 75 سال کی عمر میں حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں جام شہادت نوش کر گئے۔

شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وفا اور محبت نے جناب حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ کو زندہ وجاوید فرما دیا۔

مرقد الشہداء

(گنج شہیداں کربلا)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءِ الْکِرَامِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا حَامِلِی الْفُیُوْضِ وَالْبَرَکَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مَعَادِنِ الْاَنْوَارِ وَالتَّجَلِّیَّاتِ

اس مقامِ انوار و رحمت کو کربلائے معلیٰ میں مرقد الشہداء کہا جاتا ہے البتہ ہندوپاک اور اس کے آس پاس ممالک میں ''گنج شہیداں'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں پر شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم (جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام، حضرت غازی عباس علیہ السلام جناب مولا علی اصغر علیہ السلام جناب شہزادہ علی اکبر علیہ السلام، حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ) کے علاوہ تمام شہدائے کرام رضی اللہ عنہم آرام فرما رہے ہیں۔ یہ جلوہ گاہِ شہدائے روضہ مقدسہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے قریب حرمِ امام میں ہی ہے۔

اسمائے پاک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم

''جعفر بن علی، عبداللہ بن علی، عثمان بن علی، عمر بن علی، ابوبکر بن علی، حسن بن علی کے بیٹے، ابوبکر بن حسن، بشر بن حسن، عبداللہ بن حسن، قاسم بن حسن، عمر بن حسن، (حسن مثنیٰ کربلا میں شدید زخمی ہوئے تھے مگر شہید نہیں ہوئے) حسین بن علی کے بیٹے، علی اکبر بن حسین، علی اصغر بن حسین، عبداللہ بن جعفر و زینب بنت علی کے بیٹے، عون بن عبداللہ، محمد بن عبداللہ، عقیل ابن ابی طالب کی اولاد (بیٹے اور پوتے)، مسلم بن عقیل (جائے شہادت کوفہ)، عبدالرحمان بن عقیل، عبداللہ اکبر بن عقیل، جعفر بن عقیل، عبداللہ بن مسلم بن عقیل، عون بن مسلم بن عقیل، محمد

بن مسلم بن عقیل، جعفر بن محمد بن عقیل، احمد بن محمد بن عقیل رضی اللہ عنہم''

سیدنا امام حسین علیہ السلام کے اصحابِ عزم و ہمت رضی اللہ عنہم

ابراہیم بن حصین اسدی، ابوحتوف بن حارث انصاری، ابو عامر نہشی، ادہم بن امیہ عبدی، امیہ بن سعد طائی، انس بن حارث کاہلی، انیس بن معقل اصبحی، بریر بن خضیر ہمدانی، بشر بن عبداللہ حضرمی، بکر بن حی تیمی، جابر بن حجاج تیمی، جبلہ بن شیبانی، جنادہ بن حارث ہمدانی، جنادہ بن کعب انصاری، جندب بن حجیر خولانی، جون بن حوی مولی، جوین بن مالک تیمی، حارث بن امرؤ القیس کندی، حارث بن بنہان، حباب بن حارث، حباب بن عامر شعبی، حبشی بن قیس نہمی، حجاج بن بدر سعدی، حجاج بن مسروق جعفی، حر بن یزید ریاحی دشمنوں کے لشکر سے آئے، حلاس بن عمرو راسبی، حنظلہ بن اسعد شامی، حنظلہ بن عمرو شیبانی، رافع مولی مسلم ازدی، زاہر بن عمرو کندی، زہیر بن بشر خشعمی، زہیر بن سلیم ازدی، زہیر بن قین بجلی، زیاد بن عریب صادی، سالم مولی بنی مدینہ کلبی، سالم مولی عامر عبدی، سعد بن حارث انصاری، سعد مولی علی بن ابی طالب، سعد مولی عمرو بن خالد، سعید بن عبداللہ حنفی، سلمان بن مظارب جبلی، سلیمان مولی حسین بن علی، سوار بن منعم نعمی یا سوار بن حمیر جابری کربلا میں گرفتار ہونے کے بعد زخمی ہوئے، بعد میں شہید ہو گئے، سوید بن عمرو بن ابی مطاع، سیف بن حارث جابری، شوذب مولی بنی شاکر، ضرغامہ بن مالک، عائذ بن مجمع عائذی، عابس بن ابی شبیب شاکری، عابر بن حساس بن شریح، عامر بن مسلم عبدی، عباد بن مہاجر جہنی، عبد الاعلی بن یزید کلبی، عبد الرحمن ارجبی، عبد الرحمن بن عبد ربہ انصاری، عبد الرحمن بن عروہ غفاری، عبد الرحمن بن مسعود تیمی، عبداللہ بن ابی بکر، عبداللہ بن بشر خشعمی، عبداللہ بن عروہ غفاری، عبداللہ بن عمیر بن حباب کلبی، عبداللہ بن یزید کلبی، عبید

اللہ بن یزید کلبی، عقبہ بن سمعان، عقبہ بن صلت جہنی، عمارہ بن صلخب ازدی، عمران بن کعب بن حارثہ اشجعی، عمار بن حسان طائی، عمار بن سلامہ دالانی، عمرو بن خالد عبد اللہ جندعی کربلا میں زخمی ہوئے بعد میں شہید ہو گئے، عمرو بن خالد ازدی، عمرو بن خالد صیداوی، عمرو بن قرظہ انصاری، عمرو بن مطاع جعفی، عمرو بن جنادہ انصاری، عمرو بن ضبیعہ ضعبی، عمرو بن کعب، ابو ثمامہ صائدی، قارب مولی حسین بن علی، قاسط بن زہیر تغلبی، قاسم بن حبیب ازدی، کردوس تغلبی، کنانہ بن عتیق تغلبی، مالک بن دودان، مالک بن عبد اللہ بن سریع جابری، مجمع جہنی، مجمع بن عبد اللہ عائذی، محمد بن بشیر حضرمی، مسعود بن حجاج تیمی، مسلم بن عوسجہ اسدی، محمد بن کثیر ازدی، مقسط بن زہیر تغلبی (یا مقسط بن عبد اللہ بن زہیر)، منجح مولی حسین بن علی، موقع بن ثمامہ اسدی کربلا میں زخمی ہوئے بعد میں شہید ہو گئے، نافع بن ہلال جملی، نصر، نعمان بن عمرو راسبی، نعیم بن عجلان انصاری، واضح رومی مولی حارث سلمانی، وہب بن حباب کلبی، ہفہاف بن مہند راسبی، یزید بن ثبیط قیسی عبدی، یزید بن زیاد بن مہاصر کندی، یزید بن مغفل جعفی رضی اللہ عنہم

اگر بنی ہاشم رضی اللہ عنہم کے شہدا کو ملا کر شمار کیا جائے تو شہدائے کربلا کی تعداد 136 ہو جائے گی۔ اور اگر قیس بن مسہر صیداوی، عبد اللہ بن بقط اور ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہم جو واقعہ کربلا سے پہلے کوفہ میں شہید کیے گئے تھے کو بھی اس واقعہ سے مربوط کر کے شمار کیا جائے تو کل تعداد 139 ہو گی۔ یہ 140 ناموں کی فہرست ہے بعض کتب 108 اور بعض میں کم یا زیادہ نام ملتے ہیں۔ اس فہرست میں بنی ہاشم (کے 25 سے زیادہ شہدائے کرام رضی اللہ عنہم) اور غلاموں (30 کے قریب) نیز دیگران (جیسے یوم عاشورہ سے پہلے کے شہدائے کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ یا دشمنوں کے لشکر سے آنے والے 10 شہدائے کرام رضی اللہ عنہم) کو شمار نہ کیا جائے تو مشہور تعداد 72 کے قریب ہی بنتی ہے۔

شہسوارِ جلیل، مردِ حق آگاہ، پیکرِ وفا

حضرت سیدنا حُر رضی اللہ عنہ

کربلائے معلیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا حَضۡرَتۡ سَیِّدَنَا حُر رضی اللہ عنہ
اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا عَالِمَ الۡحَقِّ والصِّدۡقِ رضی اللہ عنہ

میدان کربلا میں اس وقت اہم موڑ آیا جب یزیدی افواج کے اہم سپہ سالار جناب حر رضی اللہ عنہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے قدموں میں پہنچ کر معافی کے خواستگار ہوئے، سیدنا امام حسین علیہ السلام نے خاندانی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے حر کو اپنے غلاموں میں شامل فرما کر ہمیشہ کے زندہ و جاوید کر دیا۔ یہ حر وہی سپہ سالار ہیں جن پر ابن زیاد کو بہت مان تھا آپ قبیلہ بنو تمیم کے فوجی سپہ سالار تھے اور جرأت و بہادری میں بہت مشہور تھے، میدان کربلا میں حضرت حر رضی اللہ عنہ کا کردار اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اللہ کریم جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور حق کو ان پر عیاں فرما دیتا ہے۔ آپ جب شہزادۂ رسول سے اذن معافی اور اذن جہاد طلب کر کے میدان جنگ کی طرف نکلے تو پچاس دشمنوں کو واصل جہنم کر کے ایوب ابن مشرح کے تیر سے گھائل ہو گھوڑے سے نیچے تشریف لائے اور قسور بن کنانہ کے تیروں سے جو آپ کے سینے پر لگے جام شہادت نوش فرمایا۔ فدائے اہل بیت جناب حضرت حر رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں یزیدی افواج کے خلاف بہادری و شجاعت کے وہ جوہر دکھائے جو قیامت تک آنے والے اہل حق کے لیے آئینہ نور ہیں۔

نبی اللہ، ممدوحِ باری تعالیٰ

حضرت سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَا يُوْشَع ابْنَ نُوْنٍ عَلَيْهِ السَّلَام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا نَبِیَّ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَام

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی وفات اقدس کے بعد آپ علیہ السلام کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔سورۃ الکہف کے مذکورہ واقعہ کے وقوع کے وقت آپ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔اللہ نے اُنہیں قوم جَبَّارِین کی طرف مبعوث فرمایا، بنی اسرائیل نے آپ کی تصدیق وبیعت کی پھر آپ نے بنی اسرائیل کے ساتھ اُرِیحا (نامی بستی) کا قصد فرمایا سات دن کے سفر کے بعد بستی میں داخل ہوکر قوم جَبَّارِین سے جہاد شروع کر دیا، یہ جمعہ کا دن تھا۔پورے دن جہاد ہوتا رہا لیکن ابھی فتح نہ ہوئی تھی قریب تھا کہ سورج غروب ہو جاتا اور ہفتے کی رات شروع ہو جاتی'' (ان کی شریعت میں ہفتے کو جہاد جائز نہ تھا) چنانچہ، حضرتِ سَیِّدُنا یوشع علیہ السلام کو خدشہ ہوا کہ کہیں اُن کی قوم عاجز نہ آجائے۔

آپ علیہ السلام نے دعا کی: ''اے اللہ سورج کو واپس لوٹا دے!'' اور سورج سے کہا: تو اللہ کی اطاعت پر مامور ہے اور میں بھی اللہ کے حکم کا پابند ہوں یعنی تو غروب ہونے پر مامور ہے اور میں نماز پڑھنے پر یا غروب سے پہلے قتال کرنے پر مامور ہوں، پس اللہ نے ان کے لئے سورج کو ٹھہرادیا اور غروبِ آفتاب سے قبل انہیں فتح نصیب ہوگئی۔ (مرقاۃ، جلد 7، ص660)

مرکزِ جود وسخا، کاظم الغیظ، آبروئے صبر و رضا

حضرت سیدنا موسیٰ کاظم علیہ السلام

کاظمین، بغداد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُوْسَى ابْنَ جَعْفَرِ الْكَاظِم علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَایَ يَا بَابَ الْحَوَائِج علیہ السلام

ماہِ صفر المظفر 128 ہجری کی 7 تاریخ کو حضرت امام محمد جعفر الصادق علیہ السلام اپنی اہلیہ محترمہ جناب حمیدہ خاتون کے ہمراہ حج بیتُ اللہ کی سعادت حاصل کر کے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں مقامِ ابوا پر قیام فرمایا اور وہیں پر اللہ ربُ العزّت نے آپ کو اُس عظیم فرزند سے سرفراز کیا جو آپ کے بعد شانِ امامت کے حامل تھے۔ آپ نے نامِ مبارک ''موسیٰ'' تجویز فرما کر لقب ''کاظم'' بھی عطا فرمایا۔ نامِ موسیٰ تو اللہ جلّ جلالہ کے جلیل القدر رسول سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے اور کاظم کے معنی غُصّہ کو پی جانے والے کے ہیں۔ یہ آنے والی زندگی میں آپ علیہ السلام کے حلم وصبر کی کیفیّات کو اجاگر کرتا ہے۔

عظیم محدّث علامہ ابنِ حجرّ مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: '' آپ علیہ السلام اہلِ عراق میں ضروریات کو پورا کرنے والے دروازے یعنی بابُ الحوائج کے لقب سے معروف ہیں'' کیونکہ آپ کے درِ دولت سے حیاتِ ظاہری میں بھی اور شہادت کے بعد بھی مُسلسل اِس طرح آنے والوں کو نوازا جاتا ہے کہ کبھی کسی دوسرے در پہ جانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ حضرت محمد بن ادریس (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مزار مبارک قبولیت دعا کے لیے مجرب ہے۔ آپ علیہ السلام بڑے عابد و زاہد، راتوں کو عبادت کے لیے جاگنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے

تھے، آپ علیہ السلام کے دوسرے القاب عبدِ صالح ، صابر اور امین بھی ہیں۔آپ علیہ السلام قرآن حکیم کی تلاوت بہت اچھے انداز میں فرمایا کرتے تھے جب بھی کوئی آپ کی آواز میں تلاوت کلام مجید سنتا تو اُس پر گریہ طاری ہوجاتا۔آپ علیہ السلام اپنے آباؤاجداد کی طرح لوگوں کی علمی تشنگی بجھاتے ، ہر ایک آپ کے دریائے علم سے بقدر ظرف استفادہ کرتا رہا۔حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی خاندانِ نبوّت کے فردِ عظیم ہونے کی وجہ سے لوگوں کی عقیدتوں کا مرکز تھے یہی بات شاہِ وقت کو کھٹکتی تھی۔ چنانچہ بادشاہ وقت ہارون الرشید نے آپ علیہ السلام کو مدینہ منورہ سے قید کروا کے بغداد میں لاکر اسیرِ زنداں کر دیا۔قید خانہ میں آپ کا معمولِ عبادت مزید بڑھ گیا کیونکہ عبادت کے لئے خاص ماحول میسر تھا جس میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ تھی اور آپ کا زیادہ وقت پروردگار کے حضور سجدۂ شکر میں گزرتا۔چُنانچہ آپ علیہ السلام کو طویل عرصہ قید میں رکھنے کے بعد انگوروں میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

25 رجب 183 ہجری کو آپ علیہ السلام کی شہادت ہوئی اور بغداد میں مدفون ہوئے۔یہ علاقہ اب کاظمین یا کاظمیہ کہلاتا ہے۔آپ علیہ السلام کے ساتھ آپ کے پوتے نوویں امام حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا روضہ مبارک بھی ہے۔آپ علیہ السلام کا درِ اقدس مرجع خلائق ہونے کے ساتھ ساتھ دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے خاص مقام رکھتا ہے۔

موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں گلِ آلِ عبا
موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں کاملوں کے رہنما
موسیٰ کاظم علیہ السلام میں ہے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پھیلی اِن کے نُور کی ہر سُو ضیاء

حقائق آگاہ، معارف آشنا، پیکرِ حلم

حضرت امام محمد جواد تقی علیہ السلام

کاظمین، بغداد

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَضۡرَتۡ اِمَامُ جَوَّادُ التَّقِی علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا وَارِثَ عُلُوۡمِ الرِّضَا علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ''محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر علیہم السلام'' ہے ''کنیت ''ابو جعفر'' اور ''تقی''، ''جواد'' آپ علیہ السلام کے مشہور القاب ہیں۔ آپ علیہ السلام اہل بیت کی عظیم شخصیت حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے لختِ جگر ہیں۔ آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت 10 رجب المرجب 195 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جب آپ علیہ السلام کی عمر مبارک پانچ برس ہوئی تو والد گرامی سیدنا امام علی رضا علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے خراسان کی طرف ہجرت فرمائی، تین سال بعد سیدنا امام علی رضا علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور یوں امام محمد تقی علیہ السلام ظاہری طور پر اپنے والد گرامی کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے۔

حضرت امام تقی علیہ السلام جب پندرہ سے بیس سال کی درمیانی عمر کو پہنچے تو آپ کا سلسلۂ رشد و ہدایت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا تھا لوگوں کا ایک جم غفیر ہر وقت آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود رہتا تھا شریعت، فقہ، تصوف، نجوم، جفر اور ریاضی یہ وہ میدان تھے جن میں آپ علیہ السلام کا کوئی ثانی نہیں تھا بڑے بڑے جلیل القدر مفسرین و محدثین اور علما و مفتیان آپ علیہ السلام سے علم حاصل کرنے آتے تھے، اپنے مقدس گھرانے کی تربیت اور علمی و ادبی وراثت کی بدولت آپ علیہ السلام نے علمی لحاظ

سے بہت شہرت حاصل کی اور دنیا نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے کئی بار خلیفہ مامون کی موجودگی میں مقتدر علما و محققین کو مختلف علمی نکات پر اپنی سحر انگیز گفتگو سے متاثر کیا۔ مامون نے اپنی صاحبزادی ام الفضل کا نکاح آپ علیہ السلام سے کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے وقت کے شہنشاہ کا داماد ہونے کا اعزاز رکھنے کے باوجود اپنی خاندانی عادات و خصائل کا بھرم رکھتے ہوئے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے حج کے موقع پر حجاج کرام کو خطاب فرمایا جس سے تمام زائرین، خصوصاً بڑے بڑے علما حیران و ششدر رہ گئے اور آپ علیہ السلام کی علمی سطوت و جلال سے بہت متاثر ہوئے۔

آپ علیہ السلام انتہائی دل نشیں گفتگو فرماتے، ہر شخص کو عجز و انکساری سے ملتے، غربا و مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ علیہ السلام بہت حسین و جمیل با اخلاق و با کردار اور مدبر و منصف تھے، بیشتر وقت مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں بسر ہوا لیکن 219ھ یا 222ھ میں معتصم نے زبردستی آپ علیہ السلام کو بغداد بلوا لیا اور قید کر دیا آپ علیہ السلام کو اسیر خانے میں بہت اذیتیں دی گئیں بالآخر معتصم نے اپنی بہن ام الفضل سے جو امام تقی علیہ السلام کی بیوی تھی مگر باپ دادا کی طرح آپ علیہ السلام کی دشمن تھی آپ علیہ السلام کو جیل میں زہر دلوایا جس سے آپ علیہ السلام نے 220 یا 223ھ میں پچیس یا اٹھائیس سال کی عمر میں شہادت پائی اور بغداد میں ہی اپنے جد امجد سیّدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔ سیدنا امام تقی علیہ السلام کی مختصر زندگی کا ایک ایک لمحہ انسانیت کی بھلائی اور راہنمائی کیلئے انمول نمونہ ہے۔

جہانِ علم و فضل کے ہیں تاجور سخی تقی علیہ السلام
سب اولیاء و اتقیاء کے ہیں راہبر سخی تقی علیہ السلام

امام الائمہ، سید الفقہاء، منبع علوم ومعارف

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

بغداد

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْاَعْظَمِ رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سِرَاجَ الْاُمَّۃِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ''نعمان بن ثابت''، کنیت ''ابوحنیفہ''، ''امام اعظم'' آپ کا لقب ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ماہ ذوالحجہ 80ھ میں عراق کے شہر کوفہ میں ہوئی۔آپ کے والد گرامی کو امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے برکت کی دعا فرمائی تھی وہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی باکمال شخصیت ان کے ہاں پیدا ہوئی۔ (تبیض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفہ)

ابتدائی ضروری تعلیم کے حصول کے بعد تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ایک دن عظیم محدث اور تابعی حضرت شیخ عامر شعبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے بیچ بازار ملاقات ہوئی اور انہوں نے آپ کے چہرے سے خداداد ذہانت وفطانت کو بھانپ لیا اور آپ کو مزید حصول علم کی تلقین کی۔اِن کے مشورے سے آپ نے علم کلام، علم حدیث اور علم فقہ کے حصول کو مقصد حیات بنالیا اور علم کے حصول کے لیے جلیل القدر اہل علم ومعرفت سے اکتساب فیض کیا جن کی تعداد تقریباً چار ہزار بیان کی گئی ہے۔آپ نے مذکورہ علوم میں ایسا کمال حاصل کیا کہ علم وعمل میں آپ ''امام اعظم'' کے لقب سے جانے گئے اور کم وبیش بارہ سو سال سے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے مسلمان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادی مسائل سے استفادہ کرتے آرہے ہیں اور کرتے رہیں گے

کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بشارت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مظہر ہیں۔ سیدنا علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 465ھ اپنی تصنیف مبارک ''**کشف المحجوب**'' میں فرماتے ہیں: ''حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، عرض کیا: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عِنْدَ عِلْمِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ'' یعنی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم میں۔

مزید فرماتے ہیں: ''میں علی بن عثمان ایک بار شام میں تھا اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کے سرہانے سو رہا تھا کہ اپنے آپ کو مکہ معظّمہ میں دیکھا اور اسی خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں، میں فرطِ محبت سے دوڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ معمر بزرگ شخصیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے محبوب کون ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے تعجب کو نورِ نبوت سے جانتے ہوئے مجھے فرمانے لگے یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' (کشف المحجوب)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رجب المرجب دوسرے قول پر ماہ شعبان 150ھ میں بغداد میں وصال فرمایا اور مقبرہ خیزران کے مشرق کی طرف مرجع عوام وخواص ہے۔

سلام تجھ پر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سلام تجھ پر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
سلام تو نے ہے پایا حق سے مقام حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
سلام تجھ پر اے علم والے سلام تجھ پر اے حلم والے
سلام تو نے دیا ہے ہم کو نظام حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

محبوب سبحانی، قطبِ ربانی، قندیلِ نورانی، غوث صمدانی، غوث الاعظم

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسِيِّدَنَا عَبْدَالْقَادِرْ اَلْجِيْلَانِیْ رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ رحمۃ اللہ علیہ

علم ومعرفت کے تاجدار، اقلیم ولایت کے نیر اعظم، محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک 470 ہجری کو قصبہ ''جیلان'' میں متولد ہوئے۔ والد بزرگوار حضرت ابو صالح موسیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) تھے اور والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ (رحمۃ اللہ علیہا) تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مادرزادولی تھے۔ شیر خواری کے زمانے میں اپنی والدہ محترمہ کا دودھ دن کے وقت پینے سے انکار کر کے ماہِ رمضان المبارک کے شروع ہونے کی خبر دی، چنانچہ ولادت ورضاعت اور بچپن کے وقت ہی سے ولایت کے آثار اور خوارق ظاہر ہونے لگے۔

جب عمر مبارک پانچ برس کی ہوئی تو والدہ محترمہ نے آپ کو ابتدائی تعلیم کے لیے مقامی مکتب میں بٹھا دیا۔ 488ھ میں 18 سال کی عمر میں حصول علم کی غرض سے بغداد شریف لائے اور وہاں کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ یہ مدرسہ دنیائے اسلام کا مرکز علوم وفنون تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے ممتاز اہل علم، فقہا ومشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے۔ علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ،

علم لغت، علم شریعت، علم طریقت ، الغرض کوئی ایسا علم نہ تھا جس میں مہارت تامہ نہ حاصل کی ہو۔ آٹھ سال کی طویل مدت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم کے امام بن چکے تھے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ ذی الحجہ 496ھ میں اِن علوم میں تکمیل کی سند حاصل کی تو کرہ ارض پر کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیرہ مختلف علوم کا درس دیتے اور اس کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل مقرر تھا۔ اگلے اور پچھلے پہر تفسیر، حدیث، فقہ، مذاہب اربعہ، اصول اور نحو کے اسباق ہوتے۔ ظہر کے بعد تجوید وقرأت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم ہوتی۔ مزید برآں افتاء، لوگوں کے مسائل کے فقہی جوابات دینے کی مشغولیت تھی۔

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی اپنے نانا جان پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جاہل صوفیوں اور نام نہاد پیروں کی طرح طریقت وشریعت کو جدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی نظر میں راہ تصوف وطریقت کے لئے شریعت محمدیہ پر گامزن ہونا ضروری ہے، بغیر اس کے کوئی چارہ کار نہیں۔ سچ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات شریعت وطریقت کی مجمع البحرین ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ اتباع شریعت کی تعلیمات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آئینہ دار ہوتے۔ المختصر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ مسعود اس مادیت زدہ زمانے میں اسلام کا ایک معجزہ اور ایک بڑی تائید الٰہی تھا، طویل عرصہ علوم وفیوض کے پیاسوں کو اپنے ظاہری وباطنی کمالات سے فیضیاب کر کے مشہور قول کے مطابق 11 ربیع الثانی 561 ہجری کو تقریباً 91 سال کی عمر میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر فرمایا۔ آپ کا مزارِ پرانوار بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے جہاں سے ایک خلقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے فیض یاب ہوتی ہے۔

امام الفقہاء والمحدثین، پیکرِ استقامت

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

بغداد، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامُ اَحْمَدْ بْن حَنْبَل رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا تَاجَ الْفُقَهَاءِ رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ماہ ربیع الاول 164 ہجری بغداد میں ہوئی۔ والدمحترم کا اسم گرامی محمد بن حنبل تھا، اور دادا کا نام حنبل بن بلال، اکثر لوگ آپ کو حنبل کا بیٹا سمجھتے ہیں لیکن یہ امام احمد کے دادا کا نام تھا جو آپ کے نام کے ساتھ قیامت تک کے لیے وابستہ ہوگیا۔ خاندانی تعلق قبیلہ بنی شیبان سے ہے جو قبیلہ بنو عدنان کی شاخ سے جاملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عالی نسب اور بلند رتبہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابھی بچپن میں ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا، تعلیمی دور کا جب آغاز کیا تو سب سے پہلے حفظِ قرآن کی سعادت سے سرفراز ہوئے، ابتدائی تعلیم سے فراغت پا کر سات سال کی عمر میں علم حدیث کی طرف راغب ہوگئے، سب سے پہلے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ کا رخ کیا، قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے اور انہیں اپنے دور کے فقہاء میں بلندترین مقام حاصل تھا۔ پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور علم وحدیث وفقہ اور علم الانساب کے رموز ونکات کو سمجھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب تک بغداد میں رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل انہی سے وابستہ رہے۔ علوم وفنون کی تحصیل کے بعد درس دینا شروع کر دیا آپ کی مجلس درس بڑی باوقار، سنجیدہ اور شائستہ ہوتی تھی، لوگ ہمہ تن گوش آپ کا درس سنتے تھے۔

آپ عالم بے ریا اور درویش پارسا، زُہد وتقویٰ اور دنیا سے بے تعلقی شعار تھا، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا سرمایہ ہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اُسی زمانے کے بہت مشہور بزرگ ہیں آپ ان کا بہت احترام فرماتے جب کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی سوالات کرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''شرعی مسائل لے کر میرے پاس آیا کرو، اگر کسی کو طریقت کے معاملات سے دلچسپی ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں عباسیوں کی حکومت تھی، علم کلام کا زور تھا، نئے نظریات و بے بنیاد مسائل عام تھے اُن مسائل میں سے ایک مسئلہ ''خلق قرآن'' تھا، ہارون رشید کے بعد جب مامون، معتصم اور واثق کا دور آیا تو اُس دور میں ''خلق قرآن'' کا مسئلہ اُبھر کے سامنے آ گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں واشگاف انداز میں اس مسئلہ کی تردید فرمائی اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دُرے بھی کھانے پڑے، جلادوں نے اتنی شدت سے درّہ زنی کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شدت تکلیف سے غش کھا کر زمین پر گر پڑتے اس کے باوجود بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حق سے روگردانی نہ کی اور اخیر دم تک عزیمت وثابت قدمی پر کاربند رہے۔ راہ حق کی استقامت کو دیکھ کر عظیم محدث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علی بن مدینی فرماتے ہیں: ''اللہ نے اس دین کو دو آدمیوں کے ذریعہ اعزاز بخشا، ارتداد کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اور فتنہ خلق قرآن کے وقت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے''

77 سال کی عمر مبارک میں 12 ربیع الاول 241 ہجری بروز جمعۃ المبارک اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے، ایک تخمینہ کے مطابق نماز جنازہ میں نو لاکھ افراد نے شرکت کی، آپ کے جنازہ کو دیکھ کر کئی ہزار آتش پرست مسلمان ہوئے۔

زینتِ مشائخ کبار، پیشوائے اولیاءواخیار

حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

شونیز، بغداد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضْرَتْ مَعْرُوف اَلْكَرْخِي رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَنَدَ الْاَصْفِيَآءِ وَ الْاَوْلِيَآء رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی ’’اسدالدین‘‘ ہے، مشہور نام ’’معروف کرخی‘‘ اور کنیت ’’ابومحفوظ‘‘ ہے۔ والدِ ماجد کا نام ’’فیروز‘‘ ہے۔ آپ کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے، 156 ہجری بغداد کے محلے کرخ میں ولادت ہوئی۔ پہلے مذہب نصاری رکھتے تھے سیدنا امام علی رضا علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مکمل تعلیم و تربیت پائی اور سیّدُ نا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی علمِ دین حاصل کیا اور مزید علمِ طریقت کے لئے حضرت سیّدُ نا حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اکثر سیدنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسوں سے بھی فیض یاب ہوتے رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غربا اور یتیموں سے بے پناہ انس تھا، ہمیشہ باوضو رہتے صائم الدھر تھے خشیت الٰہی میں بہت گریہ وزاری فرماتے۔ حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فیضانِ علم سے سیراب ہوکر امام الطائفہ بنے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف 20 محرم الحرام 200 ہجری کو ہوا۔ مزار شریف بغدادِ معلیٰ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک حاجتیں اور ضرورتیں پوری ہونے کے لئے مجرّب (یعنی آزمودہ) ہے، جو بھی شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے احاطہ میں ایک سوبار سورۃ الاخلاص ’’قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ‘‘ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اُس کی دعا قبول ہوگی۔‘‘ (تاریخ بغداد: 1/445)

بہارِ ولایت، قاسم انوار و رحمت، رونقِ بزمِ صوفیاء

شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا اَلشَّیۡخ اَبِی الۡحسن نُورِیۡ رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَنَدَ الۡاَصۡفِیَآء رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی ''احمد'' کنیت ''ابوالحسن'' والد ماجد ''بغشور'' افغانستان کے رہنے والے تھے پھر بغداد کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد میں ہوئی۔ بغداد اس وقت اسلامی علوم وفنون کا گہوارہ تھا بڑے بڑے علماء ومحدثین ومفسرین اور صوفیاء موجود تھے۔ اپنے دور کے جلیل القدر شیوخ سے علمی وروحانی استفادہ کیا۔ آپ حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے اور حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے رفیقِ خاص تھے۔ حضرت شیخ احمد بن احمد جواری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات ہے، ان کے علاوہ بکثرت مشائخ سے ملے ہیں۔

جماعت مشائخ وصوفیہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''امیر القلوب'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ بعض صوفیاء آپ کو ''قمر الصوفیاء'' اور ''طاؤس العباد'' کے نام سے پکارتے تھے۔ سیدنا داتا علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف میں آپ کا مسلک مخصوص ہے اور صوفیوں میں اسی وجہ سے ان کی جماعت کو ''نوری'' کہتے ہیں'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 24 شوال المکرم 295ھ کو بغداد میں ہوا۔ آپ کے وصال پر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے آدھا علم جاتا رہا۔''

سیدِ اہلِ کمال، یکتائے تقویٰ و ورع

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

محلہ شونیزیہ، بغداد

اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا حَضۡرَتْ سرِّی سَقۡطِیؒ
اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا تَاجَ الۡعُرَفَآءِؒ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''سرُّ الدین''، کنیت ''ابوالحسن'' ہے اور ''سری سقطی'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 155 ہجری میں بغداد شریف میں ہوئی۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے نامور صوفی بزرگ تھے۔ آپ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید تھے، آپ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں اور استاد بھی ہیں تمام علوم میں اعلیٰ مہارت رکھتے تھے بالخصوص فنِ تصوف میں آپ کی شان بہت بلند تھی۔ سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف کی ترتیب، مقامات اور احوال میں سب سے پہلے جس نے غور و غوض کیا وہ یہی سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مشائخین عراق کا اکثر حصہ آپ کے ہی بیعت سے مشرف تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کوئی عابد نہیں۔''

مؤرخ ابن خلکان کا قول ہے کہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 13 رمضان المبارک 251 ہجری 98 برس کی عمر میں ہوئی۔ خطیب بغدادی نے ذکر کیا کہ جناب سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 6 رمضان 253 ہجری اذان فجر کے بعد ہوئی اور بعد عصر شونیزی قبرستان بغداد میں تدفین ہوئی۔

سید الطائفہ، مطلع السعادات، بحر الحقائق، مقتدائے اہلِ حقیقت

حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ جُنَيْدِ الْبَغْدَادِى رحمۃ اللہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْاَوْلِيَآءِ وَالْاَتْقِيَآءِ رحمۃ اللہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''جنید بن محمد'' کنیت ''ابوالقاسم'' ہے۔ دادا کے نام پر آپ کا نام رکھا گیا۔ والد گرامی شیشہ گری کے ماہر مانے جاتے تھے، اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے بغداد منتقل ہوئے۔ اربابِ سیر و تاریخ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سالِ ولادت کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک راجح قول یہ ہے: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 210ھ تا 220ھ کے درمیان ہوئی۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تعلیم حضرت ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، تصوف کے رَموز و نکات حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے اور خرقۂ خلافت مشہور و معروف صوفی بزرگ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا جو آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عارفانہ عظمتوں پر تمام اولیائے کرام متفق ہیں اس لیے آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سید الطائفہ (صوفیوں کے سردار) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں اور مریدوں سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے اور اُن کی ہر طرح کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ کا یہ حال تھا کہ دوست اور دشمن، مسلم اور غیر مسلم غرض ہر طبقے کے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بلند کرداری کے قائل تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ تاحیات خلقِ خدا کی رُشد و ہدایت میں مصروف تصنیف و تالیف

میں مشغول رہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں ہزار ہا لوگ آتے، نورِ ہدایت پاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم طریقت کو مدوّن اور علم تصوف کو یکجا اور علم اشارات کو شائع کیا، حقائق ومعارف میں آپ کا کلام بلند اور رُموز لطیف ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رکھی گئی تصوف کی بنیاد پر سلسلہ ہائے تصوف کی عمارتیں قائم ہیں۔

سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک روز حضرت سرّ ی سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کوئی مرید ایسا بھی ہے جس کا مرتبہ پیر سے بلند ہو گیا ہو، فرمایا: ''ہاں اِس کے براہین ظاہر ہیں'' (یعنی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) اس کا درجہ میرے درجہ سے بلند ہے (اگرچہ یہ فرمان حضرت سرّ ی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا بصورت تواضع تھا) اور آپ نے جو کچھ فرمایا اپنی بصیرت باطنی کے ذریعہ فرمایا، اس لیے کہ کوئی اپنے سے اوپر والے کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ دیدار کا تعلق تحت سے ہے۔ حضرت سرّ ی سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے جب انہیں دیکھا اپنی نظر میں بلند دیکھا مگر یقیناً اپنے درجہ سے یہ دیکھنا نیچے ہی درجہ کا دیکھنا ہوگا۔'' (کشف المحجوب)

اپنے شیخ سیدنا سرّ ی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں وعظ فرمانے اور مسائل بتانے سے گریز فرماتے ایک رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں: ''جنید! لوگوں کو کچھ سنایا کر، اس لیے کہ تیرے بیان سے اللہ تعالیٰ ایک عالَم کی نجات فرمائے گا'' (کشف المحجوب)

27 رجب بروز جمعہ 297ھ یا 298ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک بغداد میں مرجع خلائق اور مرکز انوار وبرکات ہے۔

سیدالاولیاء، نیرِ اتقیاء، چرخِ فضل وکمال

حضرت سیدنا شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَضرَتْ شَیخ اَبِی بَکر شِبلِی رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا تَاجَ الْاَتْقِیَآء رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''جعفر'' کنیت ''ابوبکر'' اور لقب ''شبلی'' تھا۔ '' شبلہ'' نام کا ایک گاؤں ماوراء النہر علاقے میں وادی فرغانہ میں تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا اسی گاؤں سے تعلق تھا اسی لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''شبلی'' کہا جاتا ہے۔ جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ 247 ہجری میں بغداد کے نواحی علاقے سامرا میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے۔ آپ نے سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے۔ شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے متداول علوم بڑی تندہی سے سیکھے، فقہ مالکیہ میں تبحر حاصل کیا اور احادیث کی کتابت بھی کی، آپ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا پوری کی پوری یاد تھی لیکن ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ ہی ان میں توحید اور خداشناسی بھی پیدا ہو چکی تھی اور انکشافِ باطن کی جستجو بھی تھی۔ آپ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت نے انھیں کندن بنا دیا۔

سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ بازار میں تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: ''هٰذَا مَجْنُوْنٌ'' یہ دیوانہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم سمجھتے ہو کہ میں دیوانہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم بہت ہوشیار ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے

اور دیوانہ کرے اور تمہیں اور ہوشیار بنائے۔(کشف المحجوب)

''جلاء الأفهام فی فضل الصلاة علی محمد خیر الأنام''میں ابن قیم اہل حدیث لکھتے ہیں:

''ابوبکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو شیخ ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے ان سے معانقہ کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیاں بوسہ لیا، میں نے عرض کیا یا سیدی!

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شبلی کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا ہے جبکہ سارے لوگ انہیں مجنون کہہ کر پکارتے ہیں۔شیخ ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''فَعَلْتُ بِهٖ كَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَفْعَلُ بِهٖ وَذٰلِكَ''میں نے رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبلی کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا ہے۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شبلی کے ساتھ اتنی محبت فرمارہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شبلی جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کے بعد''لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ''(سورۃ التوبۃ کی 128) آیت آخری سورت تک مکمل پڑھتا ہے اور تین بار''صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ''پڑھتا ہے۔جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ہاں میں ہر نماز کے بعد یہ عمل کرتا ہوں۔(جلاء الافہام :1/434)

علم وعمل کا یہ آفتاب و ماہتاب 27 ذوالحجہ 334ھ 87 سال کی عمر ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پرانوار بغداد شریف کے مقام سامرہ میں ہے جو مرجع خواص وعوام ہے۔

مخزنِ اسرار وولایت، سلطان الفقراء، سراجِ تصوّف وطریقت

حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَضۡرَتۡ بِشۡرِ اَلۡحَافِیۡ رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سُلۡطَانَ الۡفُقۡرَآءِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''بشر بن الحارث'' کنیت ''ابونصر'' ہے، مرو (قدیم خراسان کی ایک بڑی ریاست جسے اب ''ترکمانستان'' کہتے ہیں) کے ایک گاؤں میں 152 یا 150 ہجری میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے خاندان سمیت بغداد میں مقیم ہو گئے۔ آپ عظیم محدث علی بن خشرم رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ عراق کے اوتاد میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ''حافی'' کہلانے کی وجہ یہ مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے: ''ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے کہ اچانک زمین پر نظر پڑی کاغذ کا ایک ٹکڑا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر تڑپ گئے کہ میرے پروردگار کے نام کی بے حرمتی ہو رہی ہے، بصد احترام اُس کاغذ کو اُٹھایا اور ایک درہم کی خوشبو خریدی اور اُس خوشبو سے کاغذ کو معطر کر کے ایک اونچی جگہ دیوار کے شگاف میں رکھ کر گھر چلے آئے جب رات کو سوئے تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے بشر حافی! جس طرح تُو نے میرے نام کو مُعَطَّر کیا میں ضرور تیرے نام کو دنیا اور آخرت میں خوشبودار بنا ڈالوں گا''

سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں مشہور آئمہ شریعت سے حدیث سنی زہد و تقویٰ اور ریاضت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار عراق کے اوتاد

میں ہوتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کوتمام آئمہ حدیث نے ثقہ قرار دیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :''میں ایک بار خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے ارشادفرمایا:''اے بشر! کیاتم جانتے ہوکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے زمانے کے اولیاء سے زیادہ بلند مرتبہ کیوں عطافرمایا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس کا سبب نہیں جانتا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بِاِتِّبَاعِكَ لِسُنَّتِیْ وَخِدْمَتِكَ لِلصَّالِحِیْنَ وَ نَصِیْحَتِكَ لِاِخْوَانِكَ وَمُحَبَّتِكَ لِاَصْحَابِیْ وَاَهْلِ بَیْتِیْ وَهُوَ الَّذِیْ بَلَغَكَ مَنَازِلَ الْاَبْرَارِ ''میری سنت کی پیروی کرتے ہواور صالحین کی خدمت کرتے ہو اور اپنے مسلمان بھائیوں کونصیحت کرنے کے سبب اور میرے اصحاب واہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کے سبب اللہ تعالیٰ نے تجھے پاک لوگوں کے مرتبہ میں پہنچایا۔(الرسالۃ القشیریہ:54)

حضرت ابو النصر بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اُن جلیل القدر اولیائے کرام میں سے ہیں جن کا ایک ایک قول،ایک ایک فعل آنے والے اہل طریقت کے مرشد کا حکم رکھتا ہے۔10 محرم الحرام 227 ہجری کو وصال فرمایا،مزار اقدس بغداد شریف میں مرکز انوار وبرکات ہے،جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ کے مکان سے جنوں کے رونے کی آواز لوگوں نے سنی،کسی بزرگ نے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا،آپ سے پوچھا:''اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔''فرمایا:''مغفرت کردی میری بھی اور اُن کی بھی جو میرے جنازہ میں شرک تھے اور اُن کی بھی جو مجھے قیامت تک دوست رکھیں گے۔(سفینۃ الاولیاء)

بہارِ ولایت، قاسمِ انوار ورحمت، رونقِ بزمِ صوفیاء

حضرت سیدنا شیخ شہاب الدّین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا شَیۡخ عُمر اَلسُھروردِی رحمۃ اللہ
اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سُلۡطَانَ الۡعَارِفِیۡنَ رحمۃ اللہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی ''شہاب الدین عمر'' کنیت ''ابوحفص'' اور لقب ''شیخ الاسلام، شیخ الشیوخ'' ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور مشہور بزرگ ہیں۔ شعبان المعظم دوسرے قول پر رجب المرجب 539 ہجری میں زنجان (آذربائیجان کا دارالحکومت) کے مضافات قصبہ ''سہرورد'' میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب 16 واسطوں کے ساتھ (اور کچھ تذکرہ نگاروں نے لکھا کہ 13 واسطوں سے) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ساتویں ہجری کے سرکردہ صوفیائے اہلسنت اور سلسلہ سہروردیہ کے سربراہ ابونجیب عبدالقاہر السہر وردی الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں، انہیں حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کمال درجہ عقیدت تھی جب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'' تو اُس وقت آپ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوتے تو عزیز برادرزادے کو بھی ہمراہ لے جاتے۔ (یادگار سہروردیہ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد کے مرکز علوم وعرفان ''جامعہ نظامیہ'' میں تعلیم حاصل

کی۔ امام بیہقی، خطیب بغدادی اور امام قشیری سے حدیث سنی۔تصوف میں آپ کی نسبت آپ کے عم محترم شیخ ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت کا بھی شرف حاصل کیا۔ پھر درس وتدریس کا سلسلہ چھوڑ کر درویشوں کی صحبت اختیار کی اور مجاہدے کیے۔مشہور فقیہہ ومحدث حافظ ابن عساکر اور امام فخر الدین ابوعلی واسطی آپ کے شاگرد اور مرید تھے۔رُشد وہدایت اور تعلیم وتبلیغ کے لیے ہندوستان کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بہت سارے مریدین بھیجے، شیخ نورالدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ضیاء الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفا تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں خرقۂ خلافت حاصل کر کے ہندوستان آئے اور ملتان میں اوچ شریف (ضلع بہاولپور) اور پنجاب کے دوسرے مقامات پر سہروردیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو بدعقیدہ اور بدعمل دوستوں کی صحبت سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوتے۔ ''عوارف المعارف'' آپ کے باطنی علوم کا مجموعۂ تصنیف ہے جسے آپ نے مکہ معظّمہ میں مرتب فرمایا جب اس تصنیف کے سلسلہ میں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو آپ اللہ تعالی کی طرف اس مشکل کے حل کے لیے رجوع کرتے اور بیت اللہ کا طواف فرماتے فوراً وہ مشکل رفع ہوجاتی یکم محرم الحرام 632ہجری کو اس دارِفانی سے رخصت فرمائی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پرانوار بغداد میں مرجعِ خاص وعام ہے۔

جامع کمالات، واقفِ اسرارِ شریعت وطریقت

حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَضرَتْ اِمَامُ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْكَامِلِیْنَ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''محمد'' کنیت ''ابو حامد'' جبکہ لقب ''زین العابدین، حجۃ الاسلام'' تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 450ہجری میں طوس میں ہوئی۔والد ماجد دھاگے کے تاجر ہونے کی وجہ سے ''غزالی'' کہلاتے تھے، بڑے نیک انسان تھے، ابتدائی تعلیم اپنے ہی شہر میں حاصل کی، پھر جرجان ونیشاپور میں ابونصر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور امام الحرمین جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار فرمائی اور اُن کے وصال کے بعد ''امام الحرمین'' کے منصب پر فائز ہوئے، چار سال بغداد میں علم کا اُجالا پھیلایا پھر حج کرنے کے بعد دمشق تشریف لے آئے ایک عرصہ بیت المقدس میں گزرا پھر 10سال شام میں رہے بالآخر اپنے آبائی وطن طوس واپس آ کر عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے، 27سال کی عمر میں شیخ فضل بن محمد فارمذی طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے جو کہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی علوم وفنون میں سینکڑوں کتب ورسائل تحریر فرمائے، جن میں احیاء العلوم، منہاج العابدین، کیمیائے سعادت، مکاشفۃ القلوب وغیرہ کو بہت شہرت ملی، تقریباً نصف صدی آسمان علم وحکمت کے اُفق پر آفتاب بن کر چمکتے رہے، بالآخر 55سال کی عمر مبارک میں 14 جمادی الاخری 505ہجری طوس میں وصال فرما گئے۔

قاضی القضاۃ، امام الفقہاء

حضرت سیدنا قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامُ اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوْب رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْفُقُهَآء رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''ابراہیم بن یعقوب''، کنیت ''ابو یوسف''، تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 113 ہجری کوفہ میں ہوئی، معاشی اعتبار سے بہت کمزور تھے لیکن علم کا شغف بچپن سے ہی تھا خاص طور پر علم حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شوق دیدنی ہوا کرتا تھا۔ وقت کے نامور محدثین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سماع حدیث کیا۔ حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ کے میدان میں بھی قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مشہورِ زمانہ فقہاء سے علم اخذ کیا لیکن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصول فقہ یا اسلامی قانون سازی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی عروج کو چار چاند لگ گئے۔ امام صاحب کی فیض رسا صحبت نے مالی اعتبار سے بھی بے نیاز کر دیا اور علمی دنیا میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے مقام تک پہنچا دیا، یہ منصب اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے ہی متعارف ہوا۔ آپ کے عہدۂ قضا پر فائز ہونے سے فقہ حنفی کو بڑا عروج حاصل ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اقوال کو احادیثِ نبویہ سے مؤید فرماتے۔ بہت سی کتب تصنیف فرمائیں جن میں اپنے اور اپنے اساتذہ کے افکار و نظریات کو مدون کیا ہے، بغداد شریف میں 5 ربیع الاول 181 یا 182 ہجری کو آفتاب فقاہت ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

امام ربّانی، امام ائمۃ الحدیث، نازِ تصوّف وطریقت

حضرت سیدنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَضۡرَتْ دَاوُٗد اَلطَّائِی رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سُلۡطَانَ الۡعُلَمَآءِ وَالۡعُرَفَاءِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''داوٗد بن نصیر طائی'' کنیت ''ابوسلیمان'' ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 21 صفر 47 ہجری کو شام میں ہوئی۔خاندانی تعلق مشہور عرب کے سخی حاتم طائی کے خاندان سے تھا۔پیدائش تو ملک شام میں ہوئی لیکن زندگی ساری کوفہ میں بسر ہوئی۔ابتدائی علوم حاصل کرنے کے بعد علم حدیث کی تحصیل کے لیے اُس وقت کے سلاطین علوم کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔بیس سال تک امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر علم فقہ واُصول فقہ پر مہارت حاصل کی۔

سیدنا داتا علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''آپ اہل تصوف میں سیّد السادات تھے،حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ وابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ عارفان کامل کے ہمعصر گزرے ہیں اور حضرت حبیب بن سلیم راعی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ خاص ہیں ،آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم عقلیہ ونقلیہ سے حظ وافر ملا اور فن فقہ میں ''فقیہہ الفقہا'' مشہور ہیں۔حکومت وریاست چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گوشہ نشینی اختیار فرمائی،آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زُہد وورع خصوصیت سے مشہور ہے'' (کشف المحجوب)

صحیح قول کے مطابق 8 ربیع الاول 165 ہجری کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔(الجواھر المضیہ،حدائق حنفیہ)

سلطان الفقراء، سید الاولیاء، محب آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضرَتْ سَیِّدَنَا بُهْلُوْل دانا رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْفُقَرَاءِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''بُہلول بن عمرو'' اور کنیت ''ابو وُہیب'' جائے ولادت کوفہ ہے۔ بعض روایات کے مطابق بہلول دانا ہارون رشید کے قریبی رشتہ دار تھے، آپ سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں میں سے تھے اور اُن کے فرزندِ ارجمند حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دوست دار تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ غیر معمولی ذہین، دانشمند اور حقیقی معنوں میں خدا رسیدہ عالم اور نابغۂ روزگار تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہلول کی حکمت بھری باتوں سے کبھی کبھار محظوظ ہوا کرتے تھے۔ ابتدا میں بغداد کے دولت مندوں میں سے تھے لیکن جب راہِ فقر اختیار کیا تو ایک تارک الدنیا درویش کی طرح زندگی بسر کی، بعض لوگوں نے انہیں مجذوب شمار کیا ہے۔ ہر دم اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور عشق میں مستغرق اور گم رہتے، اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہوتے، بہت کم لوگوں کی طرف التفات فرماتے اور جب کبھی عوام الناس کی طرف رخ فرماتے تو حکمت و دانائی کی بہت ہی عجیب وغریب باتیں کرتے جس سے پتا چلتا آپ عارف باللہ، ولی کامل ہیں۔

حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خاص عالم کیف میں خلیفہ ہارون رشید کی زوجہ زبیدہ خاتون کو جنت بھی عطا کی۔ اللہ کریم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دلوں کا حاکم اور نعمتوں کا قاسم بنایا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سال وصال 190 ہجری بتایا گیا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

قاضی القضاۃ، مصلح الدین، امام الاولیاء

حضرت سیدنا ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخ اَبَا سَعِيد مُبَارَك رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ الْاَوْلِيَآءِ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاولیاء ''مبارک بن علی'' کی کنیت ''ابوسعید'' ہے۔ قبیلہ بنی مخزوم کی نسبت سے ''مخزومی'' کہلاتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 446ھ کو محلہ مخزوم بغداد میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی المذہب اور فقیہ العصر تھے اور جماعت حنابلہ کے اصول و فروع میں شیخ و امام تسلیم کیے جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے۔ شیخ ابوالحسن علی ہکاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اعظم تھے۔ اِن کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی فیض یاب ہوئے۔ بغداد میں مدرسہ ''باب الازج'' کی بنیاد رکھی یہ ادارہ علوم شرعیہ کا مرکز تھا، اپنی حیات میں یہ مدرسہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی مصاحبت حاصل تھی اِن سے بہت علوم ظاہر و باطنی اخذ کیے۔ ایک بار اپنے مرید کامل، سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''اے عبدالقادر! وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ جب تمہارا آستانہ مرجع خلائق ہوگا اور تم دین محمدی کے زندہ کرنے والے اور لوگوں کو فیض عام عطا کرنے والے بن جاؤ گے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ (تذکرہ قادریہ)

وصال مبارک بروز اتوار 7 محرم الحرام 513ھ کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف باب الازج میں مرجع خلائق ہے۔

قتیلِ راہِ عشق، وحید الدّہر، رفیع القدر

حضرت سیدنا حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضْرَتْ شَيْخ حُسَين حلاج رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ الْاَوْلِيَآء رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ''حسین''، کنیت ''ابو المغیث''، لقب ''حلاج'' جب کہ عوام میں ''منصور حلاج'' کے نام سے معروف ہیں۔ 243 ہجری بمقام طورِ بیضاء، ایران میں ولادت ہوئی۔ جید اکابرین سے تمام علوم مروّجہ میں دسترس حاصل کی لیکن زیادہ میلان تصوف کی طرف تھا تحصیل علم کے بعد اپنے شیخ طریقت حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو سال تک باطنی علوم و معارف حاصل کئے۔ تکمیل کے بعد بصرہ تشریف لے آئے یہاں کا ماحول سازگار نہ آیا تو بغداد کی طرف ہجرت فرمائی۔ مشائخ بغداد بالخصوص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا۔ پھر حجاز مقدس تشریف لائے اور حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت میں منسلک ہوئے اور ایک عرصے تک اِن کی صحبت میں رہے پھر فارس آئے اور لوگوں کے سامنے عارفانہ و صوفیانہ کلام کرنے لگے اس زمانے میں چند کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، کئی ممالک کے سفر کرنے کے بعد بغداد میں مکمل سکونت اختیار فرمائی۔

سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اِن کا تذکرہ مبارک کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد 26 میں ان کے دعویٰ انا الحق کی تحقیق کی ہے۔ 4 ذوالقعدہ 309 ہجری کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت واقع ہوئی مزار بغداد مقدس میں ہے۔

شمس العارفین، قدوۃ السالکین

حضرت سیدنا عبدالعزیز بن غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَضْرَتْ شَیْخ عَبْدَالْعَزِیْز رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''عبد العزیز''، کنیت ''ابوبکر'' لقب ''شمس الدین'' ہے، ولادت باسعادت 27 شوال 532 ہجری کو بغداد میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے چھوٹے ہیں۔ علم فقہ وحدیث اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرحمن بن محمد القزاز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے حاصل کیا۔ شرع شریف کی پابندی کرنے والے، نہایت صالح، پرہیزگار اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے۔ بڑے عالم فاضل اور علوم دینی ودنیوی میں کامل ہوئے۔ آپ کا انداز گفتگو انتہائی فصیح وبلیغ اور پراثر ہوتا تھا۔ بہت سے علما وفضلا اِن سے مستفید ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جو جید عالم، قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ کچھ سوانح نگاروں کے مطابق 580 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد کو خیر باد کہہ کر جبال چلے گئے اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سکونت اختیار کی آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ جبال میں موجود ہے۔

شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے 18 ربیع الاوّل یا دوسرے قول پر 28 ربیع الاوّل 602ھ کو انتقال فرمایا اور بغداد کے علاقے جبال میں مدفون ہوئے۔

ممدوحۂ امت،محبّہ اولیاء

ملکہ زبیدہ بنت جعفر رحمۃ اللہ علیہا

مقبرہ خیزران بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا زُبَیْدَہْ بِنْتِ جَعْفَر رحمۃ اللہ علیہا
اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اُمَّ الْخَیْرِ وَالْكَرَمِ رحمۃ اللہ علیہا

آپ رحمۃ اللہ علیہا کا نام ''امۃ العزیز'' جب کہ والد ماجد کا نام ''جعفر بن ابوجعفر منصور'' تھا جو ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہا اپنے دور میں ہاشمی خاندان کی چشم و چراغ تھیں۔خلیفہ ہارون الرشید کی چچازاد اور بیوی تھیں۔اِن کے دادا منصور بچپن میں انہیں ''زبیدہ'' کہہ کر پکارتے تھے پھر سب اسی نام سے پکارنے لگے اور اصلی نام بھول ہی گئے۔ یہ نہایت خوبصورت اور ذہین وفطین تھیں۔کثرت سے عبادت وریاضت ،اہل اللہ سے محبت کرنے والی اور انتہائی دریا دل تھیں جب ملکہ زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظّمہ آئیں تو انہوں نے پانی کی قلت کے سبب حجاج کرام اور اہل مکہ کو درپیش مشکلات اور دشواریوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو انہیں سخت دُکھ ہوا چنانچہ اپنے اخراجات سے ایک عظیم الشان نہر کھودنے کا حکم دے کر ایک ایسا فقید المثال کارنامہ انجام دیا، جسے ''نہر زبیدہ'' کہا جاتا تھا یہ نہر عرصہ دارز تک مکہ مکرمہ میں حاجیوں کی پانی کی ضروریات کو پورا کرتی رہی۔1950ء تک یہ نہر چلتی رہی پھر اس کی بحالی پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اب تو صرف کناروں کے نشانات موجود ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہا کی وفات بروز سوموار 26 جمادی الاول 216ھ کو بغداد میں ہوئی اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئیں۔

خادمِ خاص حضرت غوث اعظم

حضرت سیدنا شیخ محمد الاباریخی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضَرَتْ شَيْخ مُحَمَّد رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَادِمَ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''محمد'' ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا سب سے بڑا حوالہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گاری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف میں خدمت کیا کرتے زائرین کو سہولیات فراہم کرتے اور انہیں لوٹے سے وضو کرواتے۔ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتگاری نے آپ کو بارگاہِ رب العزت میں اتنا مقبول و معزز بنا دیا کہ اُس زمانے کے صالحین بھی اللہ جل شانہ کے حضور خادم غوث اعظم حضرت شیخ محمد الاباریخی رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے دعا کرتے، اللہ تعالیٰ اُن کی دعا کو اُسی وقت قبول فرماتا اور ان کی تمام حاجات غیبی اسباب سے پوری ہو جاتیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار باب الشیخ سے قریب ہی ایک علاقہ میں تھا، جب کہ اب اُس مزار شریف کی جگہ مسجد تعمیر کر دی گئی ہے اور قبر انور مسجد کے ستون کے درمیان آ گئی ہے (مسجد کی تعمیر کرنے یا کرانے والوں میں کسی منافق کی شرارت سے اس مسجد کا نقشہ اس طرح بنایا گیا کہ مزار شریف منہدم کر دیا گیا)

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
غلاموں کو خطرہ نہیں بحرِ غم کا
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، زینت الاولیاء

حضرت سیدنا شیخ محمد الفی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضرَتْ شَيْخ مُحَمَّد اَلْفِی رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ الْمَشَائِخِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''محمد'' اور لقب ''الفی'' ہے۔

''الفی'' لقب کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات کو ایک ہزار رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے۔ ''الف'' عربی زبان میں ہزار کو کہتے ہیں۔

زُہد و تقویٰ اور کثرتِ عبادت و ریاضت کی وجہ سے اپنے علاقے میں معروف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے زمانے میں عراق کے جلیل القدر مشائخ میں شمار ہوتا عامل شریعت کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ ماہتاب طریقت تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف، غوث الثقلین غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے قریب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اتباع اور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کے سبب آپ تمام روحانی و باطنی کمالات کے مظہر تھے۔

حبیب آفندی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ عالیشان نئی مسجد تعمیر کر کے اس کے لئے کثیر جائیداد وقف کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی مدارج، روحانی کمالات اور فیض رسانی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا کہ عوام الناس کے علاوہ جلیل القدر مشائخ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں۔

امیر اولیاء، فقیرِ بے ریا

حضرت حبیب بن سلیم الراعی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضرَتْ حَبِيْبُ بْنُ سَلِيْم رحمۃ اللہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْبُوبَ الْاَوْلِيَاءِ وَالْمَشَائِخ رحمۃ اللہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ’’حبیب بن سلیم‘‘ کنیت ’’ابو حلیم‘‘ اور لقب ’’الراعی‘‘ ہے۔ مشائخ کرام میں آپ کا بڑا مقام تھا، اپنی ذات میں اللہ کی آیت میں سے ایک آیت اور برہان تھے۔

سیدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’انہیں میں سے امیر الاولیاء فقیرِ بے ریا ابو حلیم حضرت حبیب بن سلیم الراعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مشائخ کرام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دلائل اور آیات کے بیان فرمانے میں خاص مہارت رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ صحابی رسول حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے خاص خدمتگاروں (وشاگردوں) سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اصحاب حال کے سے تھے۔‘‘

’’کشف المحجوب‘‘ میں مزید فرماتے ہیں: ’’آپ رحمۃ اللہ علیہ بکریاں چراتے اور کنارۂ فرات پر تشریف رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ زیادہ تر عزلت نشینی (جہاں دنیا سے ہٹ کر تنہا رہنا) تھا۔ مشائخ کرام میں سے ایک راوی ہیں کہ جب میں فرات کے کنارے سے گزرا، حبیب کو نماز میں پایا اور آپ کی بکریوں کی نگرانی بھیڑیا کر رہا تھا۔ میں نے کہا اس بزرگ کی زیارت کرنی چاہیے اس میں علامات

ولایت پائی جاتی ہیں، میں ٹھہرا رہا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے، میں نے سلام عرض کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صاحبزادہ! کس کام سے ادھر آئے ہیں؟ میں نے عرض کی: حضور کی زیارت کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ''جزاكَ الله'' میں نے کہا: حضرت یہ کیا معاملہ ہے کہ بھیڑیئے اور بکریوں کو ایک جگہ دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں کا چرواہا اپنے رب کے ساتھ موافق ہے۔ یہ فرمایا اور اپنا پیالہ چوبیں (یعنی لکڑی کا بنا ہوا پیالہ) ایک پتھر کے نیچے رکھ دیا۔ اس پتھر سے دو چشمے جاری ہوگئے۔ ایک دودھ کا دوسرا شہد کا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا: حضور یہ مرتبہ کس عمل کے بدلہ میں حاصل کیا؟

فرمایا: بمتابعتِ حضور سید یوم النشور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کاملہ سے) پھر فرمایا: صاحبزادے قوم موسیٰ علیہ السلام جبکہ اُن کی مخالف تھی تو پتھر نے انہیں پانی دیا تھا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام درجہ میں مصطفٰی عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاء کے برابر نہ تھے۔ پھر جبکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیروکار ہوں تو پتھر مجھے کیوں نہ شیر و شہد دے اور پھر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں افضل و اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔ میں نے عرض کی حضور مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''لَا تَجْعَلْ قَلْبَكَ صَنْدُوْقَ الْحِرْصِ وَ بَطْنَكَ وِعَاءَ الْحَرَامِ'' اپنے دل کو حرص و ہوا کا صندوق نہ بنا اور اپنے شکم کو حرام کا برتن نہ کر، اس لیے کہ مخلوق کی ہدایت انہیں دو چیزوں میں ہے اور نجات انہیں دو چیزوں سے پرہیز میں ہے۔ (کشف المحجوب)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس کرخ بغداد میں ہے۔ جو مرجع خواص و عوام ہے۔

نبی اللہ، پیغمبر عظیم

حضرت سیدنا عزیر نبی علیہ السلام

عمارہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ خَلْقِ اللهِ علیہ السلام

حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی ہیں (کچھ نے کہا ہے کہ آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے اہل علم وریاضت لوگوں میں سے تھے) جو سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولادِ پاک میں سے ہیں آپ علیہ السلام کے والدِ گرامی کا نام "شرخیا"، "سروخا" اور "حیوۃ" بتایا گیا ہے۔ آپ علیہ السلام کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام ویحییٰ علیہ السلام کے درمیان کا ہے۔ قصص کی کچھ کتب میں ہے کہ آپ علیہ السلام کا دور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے۔ اُس دور میں توراۃ کا کوئی حافظ باقی نہ رہا تب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو الہام کے ذریعے سے تورات سکھادی اور آپ علیہ السلام نے حرف بحرف لکھوادی۔ (قصص الانبیاء: ابن کثیر)

جب بخت نصر بابلی ایک کافر بادشاہ نے بہت بڑی فوج کے ساتھ بیت المقدس پر حملہ کردیا اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو قید کرلیا اور حضرت عزیر علیہ السلام بھی انہیں قیدیوں میں تھے کچھ دنوں بعد جب کسی طرح بخت نصر کی قید سے رہا ہوئے اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے شہر بیت المقدس میں داخل ہوئے اپنے شہر کی ویرانی کو دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا چاروں طرف چکر لگایا مگر انہیں کسی انسان کی شکل نظر نہیں آئی تب فرمایا: "قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا" (سورۃ البقرۃ: 259)

اس موت کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں کس طرح زندہ کرے گا؟ یہ بطور شک نہیں بلکہ تعجب کے طور پر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کا فرشتہ بھیجا اُس نے آپ علیہ السلام کی روح قبض کر لی اور آپ علیہ السلام سو سال تک سوئے رہے اس زمانے میں بنی اسرائیل کو طرح طرح کے واقعات پیش آئے، جب سو سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے دیکھا آپ علیہ السلام کا گدھا مر چکا ہے اور اُس کی ہڈیاں گل سڑ کر اِدھر اُدھر بکھری پڑیں ہیں، مگر آپ علیہ السلام کے ساتھ رکھے ہوئے پھل اور شربت تر و تازہ تھے۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلے میں آئے تو لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ کو بھی کوئی شناسا چہرہ نظر نہ آیا۔ چلتے چلتے اپنے گھر کے سامنے سے گزر ہوا تو وہاں ایک ضعیف العمر نابینا بڑھیا بیٹھی ہوئی جس کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی وہ آپ علیہ السلام کی خادمہ تھی جب آپ علیہ السلام گھر سے رخصت ہوئے تو وہ بیس سال کی تھی آپ نے اُسے پہچان لیا اور پوچھا اللہ کی بندی! کیا عزیر کا گھر یہی ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! یہی عزیر کا گھر ہے، یہ کہہ کر وہ رو پڑی پھر بولی:

مدتوں سے کسی نے عزیر علیہ السلام کا نام بھی نہیں لیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں ہی عزیر ہوں، اللہ نے مجھے سو سال سلائے رکھا ہے وہ بولی سبحان اللہ! عزیر علیہ السلام کو بھی ہم سے رخصت ہوئے سو سال ہوئے۔ بڑھیا بولی: عزیر علیہ السلام مستجاب الدعوات تھے اُن کی دعا سے بیماروں کو شفا ہو جاتی تھی۔ لہٰذا آپ دعا فرمائیں اللہ مجھے آنکھیں دے دے تاکہ آپ کی زیارت کر سکوں، آپ نے دعا فرمائی اور آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (قصص الانبیاء: ابن کثیر)

آپ علیہ السلام کا مزار عمارہ عراق میں ہے۔

صاحبِ فضل وکمال، امام الفقراء، قطب الارشاد

حضرت سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

مقام اُمِّ عبیدہ (عمارہ عراق)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخ اَحْمَد كَبِيْر اَلرِّفَاعِى رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْاَوْلِيَاءِ رحمۃ اللہ علیہ

امام الاولیاء ''سید احمد کبیر'' کنیت ''ابو العباس'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام ''رفاعہ'' تھا اِن کی نسبت سے ''رفاعی'' مشہور ہیں، سلسلۂ نسب شہزادۂ رسول حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے اس لیے نسبت میں ''حسینی'' بھی لکھا جاتا ہے، فقہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام ''سید علی رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 15 رجب المرجب 512 ہجری کو عباسی خلیفہ مسترشد باللہ کے زمانہ خلافت میں عراق کے مقام اُم عبیدہ کے قریب ''حسن'' نامی ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں جان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے چالیس دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑکے کی بشارت دی اور حکم دیا کہ اُس کا نام ''احمد'' رکھنا یہ بچہ اولیائے کرام کا سردار ہوگا۔ (البنیان المشید)

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات سال کی ہوئی تو والد گرامی ضرورت کے سبب بغداد تشریف لے آئے اور یہاں سکونت اختیار کر لی، والدِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ اپنے ماموں شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ گئے، ماموں جان بھی جلیل القدر مشائخ میں سے تھے۔ مستجاب الدعوات، نہایت حسین

وجمیل اور اسلاف کے طریقہ پر کار بند تھے، ماموں جان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دی۔ حفظ وقرأت کے بعد بیس سال کی عمر میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر لی۔ حضرت شیخ علی واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ شیخ عبدالمالک حربونی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں بھی شریک رہتے جو اپنے علم وفضل کی وجہ سے مرجع خلائق تھے۔ ظاہری علوم کے بعد اپنے ماموں حضرت منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم باطنی حاصل کرنے لگ گئے لطف خداوندی اور طبعی میلان کے سبب بہت جلد باطنی کمال حاصل کر لیا۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ علم وفضل کے زمانے میں پروان چڑھے پورا معاشرہ اکابر علمائے اسلام اور صلحائے اُمت سے مزین تھا اس لیے قرآن وسنت پر عمل کو راہ بنایا، اصحاب واہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کو اختیار کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ تو متشدد تھے نہ ہی حد سے زیادہ آزاد بلکہ میانہ روی اور اعتدال کی راہ چلتے تھے۔ دنیا کمانے والے مکار صوفی منش لوگوں نے جو باتیں خلاف شرع ایجاد کر رکھی تھیں آپ ہمیشہ اُن کو مٹانے کی کوشش فرماتے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرتے۔ آپ کے دل میں غوث العالمین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بے انتہا احترام تھا اکثر اپنے مریدین ومعتقدین میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف فرماتے،

آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن اولیائے کرام میں سے ہیں جن سے بیشمار کرامتوں کا ظہور ہوا سب سے بڑا اعزاز جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ 555 ہجری میں حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کے جب مَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر بلند آواز میں عرض کیا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدِّىْ''

تو فوراً روضہ مبارکہ سے آواز آئی ''وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ''

آواز مبارک سن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا، مزار مقدس کے قرب میں موجود سب لوگوں نے یہ آواز سنی، پھر آپ روتے ہوئے اشعار پڑھنے لگے جن کا مفہوم ہے '' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور ہونے کی حالت میں اپنی روح کو خدمت مبارکہ میں بھیجا کرتا تھا جو میری نائب بن کر آستانہ مُقدسہ کو چوما کرتی تھی اب جسموں کی حاضری کا وقت آیا ہے لہٰذا اپنے دست اقدس عطا فرمائیے تاکہ میرے ہونٹ اُن کا بوسہ لیں۔''

رحمۃ للعالمین پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تربت انور سے دست مبارک باہر نکالا، آپ نے دست مبارک کا بوسہ لیا، اُس وقت روضہ مُقدسہ پر کئی ہزار افراد کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے انہیں میں حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموئی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبد الرزاق حسینی واسطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے۔(البنیان المشید:21،22)

66 برس کی عمر مبارک میں حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال فرمانے کے سترہ سال بعد یعنی 22 جمادی الاولیٰ 578 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کا سفر اختیار فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں لاکھوں لوگوں نے شرکت، ام عبیدہ عراق میں اپنے نانا جان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب آرام فرما ہیں۔(البدایہ والنہایہ)

نبی اللہ، پیغمبر عظیم

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام

موصل عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدَنَا يُوۡنُس علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَبِیَّ اللّٰہِ علیہ السلام

پیغمبر باری تعالیٰ ''سیدنا یونس علیہ السلام'' آپ کے والد ماجد کا نام ''متّیٰ'' اور ''ذوالنون'' لقب ہے۔ موصل کے علاقے ''نینویٰ'' کے باشندوں کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے۔ یہاں کے لوگ بت پرستی اور کفر وشرک میں مبتلا تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ہر طرح اللہ کی طرف بلایا لیکن وہ تکذیب اور کفر وعناد پر اڑے رہے، جب ایک طویل مدت گزر گئی تو یونس علیہ السلام بستی چھوڑ کر روانہ ہو گئے اور لوگوں کو فرما گئے کہ تین دن کے بعد اُن پر عذاب آ جائے گا۔

واقعی تین دن گزرنے کے بعد بوقت صبح عذاب کے آثار نظر آنے لگے چنانچہ شہر کے تمام لوگ خوفِ خداوندی سے ڈر کر کانپ اٹھے اور سب کے سب عورتوں، بچوں بلکہ اپنے مویشیوں کو ساتھ لے کر اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر روتے ہوئے جنگل میں نکل گئے اور رو رو کر صدقِ دل سے حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لانے کا اقرار واعلان کرنے لگے۔ شوہر بیوی سے اور مائیں بچوں سے الگ ہو کر سب کے سب استغفار میں مشغول ہو گئے غرض سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا کہ حضرت یونس علیہ السلام جو کچھ خدا کا پیغام لائے ہیں ہم اس پر صدقِ دل سے ایمان لائے، اللہ تعالیٰ کو شہر والوں کی بے قراری اور مخلصانہ گریہ وزاری پر رحم آیا اور عذاب اٹھا لیا گیا۔

بہر حال جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر روانہ ہو گئے تو سمندری سفر کے لیے ایک کشتی میں سوار ہوئے، کشتی لہروں میں ڈگمگانے اور ہچکولے کھانے لگی اور قریب تھا کہ ڈوب جائے چنانچہ مسافروں نے مشورے سے یہ طے کیا کہ قرعہ اندازی کریں اور جس کے نام کا قرعہ نکلے اُسے کشتی سے سمندر میں پھینک کر بوجھ کم کریں، جب انہوں نے قرعہ ڈالا تو قرعہ اللہ کے نبی حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، کشتی میں موجود لوگ یونس علیہ السلام کے زُہد و تقویٰ سے واقف تھے، انہوں نے آپ علیہ السلام کا دریا میں جانا پسند نہ کیا انہوں نے دوبارہ قرعہ ڈالا تو پھر آپ علیہ السلام کا نام نکل آیا آپ نے دریا میں جانے کا ارادہ کیا تو دوسرے مسافروں نے پھر آپ علیہ السلام کو منع کر دیا، تیسری بار قرعہ ڈالا گیا تب بھی آپ علیہ السلام کا نام نکلا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء یہی تھی۔

جب آپ علیہ السلام سمندر میں چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے بحیرۂ روم کی ایک بڑی مچھلی بھیج دی وہ آپ کو نگل گئی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ گوشت نہ کھائے اور ہڈی نہ توڑے کیونکہ آپ علیہ السلام اس مچھلی کا رزق نہیں تھے۔ اُس مقام پر آپ علیہ السلام نے زبان حال سے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا قرآن حکیم میں سورۃ الانبیاء کی آیت 87 میں بیان کیا گیا۔ آپ علیہ السلام کی ذکر کردہ آیت کریمہ دافع بلا اور حل مشکلات کے لیے نافع ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام بطورِ آزمائش ایک عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے اور پھر واپس تشریف لائے اور اللہ کے حکم کے مطابق تبلیغ دین کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ قرآن مجید میں پوری سورت آپ علیہ السلام کے نام سے موجود ہے۔ عراق کے شہر موصل میں آپ کی آرامگاہ مرکز ہدایت و برکات ہے۔

محبوبِ غوثِ اعظم، صاحب کرامات کثیرہ

حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ

موصل عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْبُوْبَ الْغُوْثِ الْاَعْظَمِ رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''حسین بن عیسیٰ'' کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے۔ ''قضیب البان'' (بان نامی درخت کی شاخ) کے نام سے معروف تھے۔ 471ہجری میں ولادت ہوئی حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مریدوں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اولیاء کے طبقہ ابدال میں ہوتا تھا۔ قاضی موصل کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سخت اختلاف تھا۔ ایک روز موصل کے کسی بازار سے گزرتے ہوئے قاضی سے دو چار ہوگئے، دل میں سوچا: ''آج موقع ہے گرفتار کرکے حاکم کے سپرد کر دینا چاہیے تاکہ اچھی طرح سزا ملے۔'' قاضی نے اچانک دور سے دیکھا کہ گرد اڑ رہی ہے۔ جب سامنے دیکھا تو نظر آیا کہ ایک کردی سامنے سے آرہا ہے اور جب کچھ اور آگے بڑھے تو کردی کے بجائے ایک اعرابی نظر آیا جب اور نزدیک ہوئے تو دیکھا مخصوص فقیہانہ لباس میں ایک شخص چلا آرہا ہے۔ جب قاضی کے بالکل قریب پہنچ گئے تو کہا اے قاضی موصل تم کس قضیب البان کو پکڑ کر حاکم شہر کے پاس لے جاؤ گے اور اُن کو سزا دلواؤ گے، قاضی نے اپنے ارادے سے توبہ کی اور اُسی وقت شیخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگیا۔ کسی نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت قضیب البان کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا تو ارشاد فرمایا: اس سے کچھ نہ کہو اِس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔ (نفحات الانس، ملفوظات اعلیٰ حضرت)

573ھ میں وفات پائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک موصل میں ہے۔

حواریِ رسول، چشم و چراغِ بنی ہاشم

حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

عراق

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَضْرَتْ سَیِّدَنَا زُبَیْرُ رضی اللہ عنہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''سیدنا زبیر'' کنیت ''ابوعبداللہ'' لقب ''حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے والد ''جناب عوام بن خویلد'' کی شادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ہجرت نبوی سے تقریباً اٹھائیس سال پہلے مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا سلسلۂ نسب جناب قصی پر خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ ابھی بچپن میں تھے کہ والدِ گرامی وفات پا گئے، چچا نوفل بن خویلد نے سرپرستی کی، والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی کے آغاز میں ہی اسلام لائیں آپ رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ، بارہ یا سولہ سال ہوئی تو مسلمان ہوئے پھر چچا دشمن بن گیا اور ظلم و ستم شروع کر دیا آپ کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دیتا تھا، سخت سے سخت اذیتیں دیتا، ایک دن موقع پا کر حبشہ چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد مکہ آ کر تجارت شروع کر دی، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے ہوئے تھے واپسی پر راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے خدمت میں سفید کپڑے ہدیۃً پیش کئے، تھوڑے عرصہ بعد اپنی والدہ اور اہلیہ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی، مؤاخات کے وقت آپ کو حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ کا دینی بھائی بنایا گیا، غزوہ بدر کے علاوہ اُحد،

خندق ، بنی قریظہ ، فتح مکہ ، خیبر ، طائف اور تبوک کے غزوات میں شرکت کی ، صلح حدیبیہ اور بہت سے دوسرے موقعوں پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر بنو قریظہ کی خبر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: ''فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي'' میرے ماں باپ تجھ پہ قربان۔(صحیح بخاری:3720)

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا درجہ بہادری و استقامت میں دلاوران عرب میں بہت ممتاز تھا، آپ تلوار بڑی بے جگری سے چلاتے اور دشمن پر باز کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ نے مختلف اوقات میں سات شادیاں کیں، پہلی زوجہ حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما تھیں ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر رضی اللہ عنہ صاحبزادے ہوئے۔ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ جو حضرت رباب بنت انیف رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اڑتیس احادیث مروی ہیں۔ 36 ہجری میں جنگ جمل سے واپسی کے بعد ایک منافق انیس بن احنف نے آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عمرو بن جرموز کو لگا دیا۔ ابن جرموز آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوا، راستے میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ابن جرموز نے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت مانگی لیکن بعد میں غداری کی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سجدے کی حالت میں شہید کر دیا، اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چونسٹھ برس تھی ، قاتل ابن جرموز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زرہ ، تلوار لے کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی پاس پہنچا اس سوچ پر کہ آپ اُس کے کام کو سراہیں گے مگر آپ کرم اللہ وجہہ نے تلوار پر انداز حیرت میں نگاہ ڈالی اور فرمایا:

''اس تلوار نے بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دشمنوں کے دل دہلائے تھے، اے ابن صفیہ کے قاتل! تجھے جہنم کی بشارت ہو۔'' (اسد الغابۃ، البدایۃ والنہایۃ، المغازی)

صحابی رسول علیہ السلام، مبشر بالجنہ، شہید راہِ حق

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

بصرہ عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَضۡرَتۡ سَيِّدَنَا طلحه رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا صَاحِبَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''طلحہ بن عبید اللہ'' کنیت ''ابو محمد'' لقب ''طلحہ الخیر'' والدہ کا نام ''صعبہ بنت عبد اللہ'' تھا، ''مرہ بن کعب'' پر اِن کا نسب خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جا ملتا ہے۔ بعثت نبوی سے تقریباً چودہ، پندرہ برس پہلے پیدا ہوئے، قریش کے خاندان بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے، اسلام قبول کرنے والے پہلے آٹھ افراد میں سے ایک تھے۔ جب اظہار اسلام فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چچا، بڑے بھائی اور نوفل بن خویلد عدویہ نے تشدد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا مانگی: الٰہی! ''ان لوگوں کو ابن عدویہ کے شر سے بچا''۔ (البدایہ والنہایہ، المستدرک، اسد الغابہ)

آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں، اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت اسعد بن زُراہ انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے، بعد میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا دینی بھائی بنا دیا۔ غزوہ احد اور جنگ جمل میں ان کا خاص کردار رہا جب غزوہ بدر کا مال غنیمت تقسیم کیا جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں بھی حصہ دیا کیونکہ اصابہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو مشرکین کی خبریں لانے کے لیے شام بھیجا تھا اور فرمایا تم جہاد کے ثواب سے محروم نہیں ہو۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہم)

جنگ جمل میں سب سے پہلے شہید ہوئے، آرامگاہ بصرہ عراق میں ہے۔

صحابیِ رسول، خادمِ کاشانہ نبوی

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

بصرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَنَس بِن مَالِكٍ رضی اللہ عنہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا ''انس''، کنیت ''ابوحمزہ'' ہے۔ ''خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے لقب سے مشہور تھے، والد کا نام ''مالک بن نضر'' تھا اور والدہ مشہور صحابیہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، خزرج کے خاندان بنونجار سے ہیں، جو انصار مدینہ کا معزز ترین خاندان تھا۔ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس سال قبل مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر تھی کہ ان کی ماں نے اسلام قبول کر لیا، ہجرت کے کچھ عرصے بعد اُن کی والدہ نے انہیں بطور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ اس وقت اِن کی عمر دس برس کی تھی پھر زندگی بھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرماتے، اکثر پیار سے ''یا انیس'' کہہ کر بلاتے، آپ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز سے پیشتر درِاقدس پر حاضر ہو جاتے وضو کا سامان مہیا کرتے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا پیش کرتے، شیریں کنویں سے پانی لایا کرتے۔ غزوہ بدر میں کم سن ہونے کے باوجود شریک تھے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بدر میں موجود تھے، انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بدر سے کہاں غائب ہو سکتا تھا؟ غزوۂ خندق، بنوقریظہ، بیعت الرضوان، غزوۂ خیبر، عمرۃ القضا، حنین اور غزوہ تبوک کے موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحرین کا عامل مقرر فرمایا، مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والے جنگ یمامہ بھی شریک تھے۔ 13 ہجری میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جہاد کے لیے ایران چلے گئے، اسی جنگ میں ایرانیوں کی شکست کے بعد سپہ سالار حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے تین سو سواروں کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں مدینہ منورہ واپس بھیجوا دیا۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں تعلیم فقہ کے لیے ایک جماعت کے ساتھ بصرہ روانہ کیا، اس جماعت میں تقریباً دس اشخاص تھے، پھر آپ نے مستقل بصرہ میں سکونت اختیار کر لی اور زندگی کا بقیہ حصہ یہیں بسر کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ ذخیرہ احادیث میں تقریباً 1282 حدیثیں آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں زیادہ تر انہیں سے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سو برس سے زیادہ عمر پائی، بصرہ کے قریب ہی ایک مقام پر 93ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، حضرت قطن بن مدرک کلابی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عصا مبارک تھا آپ نے وصیت فرمائی کہ وہ عصائے پاک بھی ان کے ہمراہ دفن کر دیا جائے چنانچہ وہ عصا پہلو اور کرتہ کے درمیان میں رکھ دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے وصیت فرمائی بعد وفات انہیں میری زبان کے نیچے رکھیں۔ بصرہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، قبر انور بصرہ میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ (اسد الغابہ، الاصابہ)

صحابی رسول، پیکرِ صبر و رضا

حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

بصرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا حَضرَتْ عُتبَہ بِن غَزْوَان رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا صَاحِبَ رَسُوۡلِ اللّٰه رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''عتبہ بن غزوان'' کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے۔ ان کا تعلق قیس عیلان کی شاخ بنو مازن سے تھا۔ نسب نامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اٹھارہویں پشت میں مضر بن نزار سے جا ملتا ہے تقریباً تیس برس کی عمر میں اسلام لائے، السابقون الاوّلون میں سے تھے جب کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں خود فرمایا کہ: ''سابقین اسلام میں اِن کا ساتواں نمبر ہے'' آپ رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں کیں، ہجرت مدینہ منورہ کے چند ماہ بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں مؤاخات قائم کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا۔ غزوۂ بدر کے بعد اُحد، خندق، ذی قرد، خیبر، حنین، طائف اور غزوہ تبوک کے معرکوں میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے جانثاری کے جوہر دکھائے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور اصحاب الشجرہ میں شامل ہوئے۔

14 ہجری میں امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں عراق کے جنوبی حصے میں جب بغاوت اُٹھی تو آپ رضی اللہ عنہ کو اصلاح کے لیے روانہ کیا گیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی علاقے فتح کئے، آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر بنایا گیا 57 سال کے عمر میں 17 ہجری میں وفات پائی۔

معدنِ صدق وصفا، مرجع کبار وسرار، صاحب عزت وعزیمت

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ حَسن بَصْرِیْ رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَنَدَ الْاَصْفِيَآء رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''حسن''، کنیت ''ابوسعید''، والد کا نام ''ابوالحسن یسار'' تھا۔ والد گرامی مشہور صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام ''خیرہ'' تھا جو کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ تھیں۔ 21 ہجری میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال باقی تھے جب سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو گھٹی دی، والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرتی تھیں، بعض دفعہ کسی کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر جاتیں اور آپ رونا شروع کر دیتے تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو سینے سے لگا لیتیں، بسا اوقات دودھ اتر آتا، اِس برکت کو بیان کرتے ہوئے امام مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''آپ رضی اللہ عنہ جس فصاحت وحکمت کے حامل تھے وہ اس دودھ کی برکت تھی۔'' (طبقات ابن سعد، تہذیب الکمال، سیر اعلام النبلاء)

آپ نے بہت کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا اور اُن سے روایت بھی لی ہے، تذکرہ نگاروں نے ایک سو تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا تذکرہ کیا ہے۔ سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جامع شخصیت اور تمام علوم کے عالم تھے، یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ دین کے تمام علوم (عقائد، تفسیر، حدیث وفقہ وغیرہ) میں ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ

حدِ افراط کو چھوئے بغیر کثرت سے عبادت وریاضت کیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ماہ ایامِ بیض (قمری مہینے کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں تاریخوں) کے روزے رکھا کرتے تھے، علاوہ ازیں ہر ہفتے، پیر اور جمعرات کے ساتھ اشہر حرم (حرمت والے مہینوں یعنی رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم الحرام) میں بھی روزے سے رہتے۔ تمام زندگی سوائے عذرِ شرعی کے کبھی بے وضو نہ رہے، صاحب کشف وکرامات، مستجاب الدعوات، امام الوقت، علوم ظاہری وباطنی میں یکتا تھے کئی حکمران دیکھے کئی انقلابات زمانہ دیکھے مگر اپنا طریقۂ زندگی کبھی نہ بدلا۔

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کے چھ خلفائے عظام میں سے ایک تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں حضرت شیخ حبیب عجمی، خواجہ عبد الواحد بن زید اور عتبہ بن علّام رحمۃ اللہ علیہم بہت ممتاز تھے۔ ابو بکر الہذلی سے پوچھا گیا کہ آخر وہ کون سی خوبی تھی جس کی بناء پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس بلند مرتبہ ومقام تک پہنچ گئے؟ جواب دیا: ”حسن نے بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا پھر آپ ایک سورۃ سے دوسری سورۃ کی طرف اس وقت تک منتقل نہیں ہوئے جب تک مذکورہ سورۃ کی تاویل وتفسیر معلوم نہیں کر لی اور شان نزول سے واقف نہیں ہو گئے۔“ (شذرات الذہب)

آپ رضی اللہ عنہ یکم رجب المرجب 110ھ میں شب جمعہ کو دار فانی سے کوچ فرمایا۔ چنانچہ اگلے روز نماز جمعہ کے بعد نضر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور بصرہ کے تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوئے۔

فنافی اللہ، زینتِ زہد وتقویٰ، پیکرِ ورع ورضا

حضرت سیدتنا رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

بصرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَتَنَا رَابِعَه رحمۃ اللہ علیہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا عَالِمَةَ الطَّرِيْقَةِ رحمۃ اللہ علیہا

قرونِ اولیٰ کی معروف صوفی شخصیت حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی پیدائش 95ھ سے 99ھ کے دوران عراق کے شہر بصرہ میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی زندگی کی زیادہ تر تفصیلات حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہیں۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں، اسی لیے آپ کا نام ''رابعہ'' رکھا گیا۔ ایک انتہائی غریب لیکن معزز گھرانے میں پیدا ہوئیں۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے والدین کی غربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس شب رابعہ بصری پیدا ہوئیں، آپ کے والدین کے پاس دیا جلانے کے لیے تیل نہ تھا، والدہ نے آپ کے والد سے درخواست کی کہ پڑوسیوں سے تھوڑا تیل ہی لے آئیں تاکہ دیا جلایا جا سکے۔ آپ کے والد نے پوری زندگی اپنے خالقِ حقیقی کے علاوہ کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا تھا، چنانچہ وہ پڑوسی کے دروازے تک تو گئے لیکن خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے۔ رات کو حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے والد کو خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے رابعہ کے والد کو بشارت دی کہ ''تمہاری نومولود بیٹی، خدا کی برگزیدہ بندی بنے گی اور مسلمانوں کو صحیح راہ پر لے کر آئے گی۔ تم امیرِ بصرہ کے پاس جاؤ اور اسے ہمارا پیغام دو کہ تم (امیرِ بصرہ) ہر روز رات کو سو

(100) مرتبہ اور جمعرات کو چار سو (400) مرتبہ درود کا نذرانہ بھیجتے ہو لیکن پچھلی جمعرات کو تم نے درود شریف نہ پڑھا، لہٰذا اس کے کفارہ کے طور پر چار سو (400) دینار بطور کفارہ یہ پیغام پہنچانے والے کو دے دو۔"

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے والد اٹھے اور امیرِ بصرہ کے پاس پہنچے۔ اس دوران آپ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے۔ جب امیرِ بصرہ کو حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے والد کے ذریعے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ملا تو یہ جان کر انتہائی خوش ہوا اور شکرانے کے طور پر فوراً ایک ہزار (1,000) دینار غرباء میں تقسیم کرائے اور چار سو (400) دینار حضرت رابعہ بصری کے والد کو ادا کئے اور اُن سے درخواست کی کہ جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو بلا جھجک تشریف لائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا ایک شب زندہ دار اور عشق الٰہی میں غرق رہنے والی شخصیت تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا اپنا انداز فکر تھا جسے جذب و مستی کی کیفیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا عشق الٰہی میں اس قدر غرق رہتی تھیں کہ خوشی اور غم اپنی حیثیت کھو بیٹھے تھے، عبادت کے بارے میں آپ کا طرزِ فکر بڑا عجیب تھا آپ خوف اور طمع سے بے نیاز ہو کر اپنے خالق کو پکارتی تھیں، آپ نے ساری زندگی تجرد کے عالم میں گزاری۔

اللہ تعالیٰ سے حقیقی عشق و محبت کا یہ آبشار اٹھاسی برس تک جاری رہا، 185 ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوئی جیسے بادِ نسیم کا کوئی جھونکا تیزی سے گزر جائے، وفات سے تھوڑی دیر قبل بصرہ کے کچھ لوگ عیادت کے لیے حاضر ہوئے، حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے انہیں دیکھ کر فرمایا: فرشتوں کے لیے راستہ چھوڑ دو" لوگ باہر چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے بستر سے اُٹھ کر دروازہ بند کر دیا، کچھ دیر تک باتیں کرنے کی آوازیں آتی رہیں پھر جب خاموشی چھا گئی تو لوگوں نے دروازہ کھولا، حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔

امام ربّانی، امام فنِ تعبیر الرؤیا، شمس زہد وتقویٰ

حضرت سیدنا امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَضرَتْ اِمَام ابنِ سِیرِین رحمۃ اللہ علیہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْمُعَبِّرِیْنَ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام ''محمد'' کنیت ''ابوبکر'' ہے، والد گرامی کا نام ''سیرین'' تھا اس وجہ سے ''ابن سیرین'' کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ کی ولادت امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آخری دو سالوں میں ہوئی، والدِ گرامی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ آپ طویل عرصہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت رہے، بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ خلق کثیر نے آپ کی ذات سے فیض پایا، انتہائی پاکیزہ صفت، زاہد، عابد، متقی اور پرہیز گار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کا حافظہ دیا تھا حدیث کو حرفاً حرفاً بیان کرتے تھے۔ بصرہ میں محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عہدہ قضاء کو کوئی جاننے والا نہیں گزرا۔ اگرچہ آپ کی شہرت اور مقبولیت فن تعبیر رویا (یعنی خوابوں کی تعبیر) میں بہت زیادہ تھی اور آپ اس فن کے بلا شرکت غیرے امام کہلائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم حدیث میں خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔

9 شوال 110ھ کو یہ علم و فضل کا بے تاج بادشاہ زندگی کی 77 بہاریں دیکھ کر دارِ آخرت کو چل دیا۔ آج بھی دنیا اِن کے علم و فن سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ بالخصوص خوابوں کی تعبیر دینے میں ان کی کتاب ''تعبیر الرویا'' بنیادی نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

شیخ المشائخ، عمدۃ الاصفیاء، سندالاولیاء

حضرت سیدنا شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَضرَتْ شَيْخ حبيب رحمۃ اللہ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ الْمَشَائِخ رحمۃ اللہ

آپ کا نام ''حبیب'' کنیت ''ابومحمد'' تھی۔ حبیب عجمی یا حبیب فارسی کے نام سے معروف ہیں، ولادت باسعادت 13 شوال 25 ہجری کو فارس میں ہوئی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، آپ پہلی صدی ہجری کے مشائخ تصوف میں شمار ہوتے ہیں۔ شروع میں بڑے مالدار اور سودی کاروبار کرتے تھے۔ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان عجمی تھی ''**کشف المحجوب**'' میں سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''مشائخ میں مشہور ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب ظلم حجاج سے فرار ہو کر تشریف لائے تو حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں روپوش ہوئے، حجاج کے آدمی آئے اور آپ سے کہنے لگے، حبیب! تم نے حسن کو کبھی دیکھا ہے آپ نے فرمایا: ہاں، ملازموں نے کہا، کہاں دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی میرے عبادت خانہ میں تشریف لے گئے ہیں، متلاشی اندر حجرہ میں گئے کسی کو نہ پایا، سمجھے کہ حبیب عجمی نے ہم سے مذاق کیا ہے۔ غضبناک ہو کر بولے سچ بتاؤ کہ کس جگہ انہیں دیکھا ہے، آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ سچ کہتا ہوں کہ وہ میرے حجرۂ عبادت میں ہیں دوبارہ پھر گئے مگر حسن بصری انہیں نظر نہ آئے، پھر سہ بارہ دیکھنے گئے، آخر ش مایوس ہو کر چلے گئے،

حضرت حسن بصری حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: حبیب! یہ تو میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکت سے مجھے ان کی نظر سے مخفی کر دیا مگر تم نے اُن سے یہ کیوں کہہ دیا کہ حسن بصری اس جگہ اندر ہیں، عرض کیا استاد! میری برکت سے آپ ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں کیے گئے بلکہ وہ سچ جو میں نے بولا اس کی برکت سے آپ کو وہ سپاہی نہ دیکھ سکے اگر میں جھوٹ بول دیتا تو مجھے اور آپ کو وہ رسوا کرتے۔ اس قسم کی بہت سی کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئی۔ (کشف المحجوب)

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بھی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے، انہیں دیکھ کر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ان سے ایک سوال کروں گا، لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ واصل باللہ لوگوں سے کیا سوال کرو گے، ان کا تو مسلک ہی جداگانہ ہوتا ہے لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے یہ سوال کر ہی ڈالا کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہوگئی ہو اور وہ یہ بھی بھول گیا ہو کہ کونسی نماز قضا ہوئی تو اُس کو کیا کرنا چاہیے، حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کہ سب نمازوں کی قضا کرے اس لیے کہ وہ خدا سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب کیوں ہوا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس لیے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو۔'' (تذکرۃ الاولیاء)

طریقت وشریعت کے یہ آفتاب و ماہتاب ہشام بن عبد الملک کے عہد میں 3 ربیع الآخر 156 ہجری میں وصال فرما گئے اور بصرہ میں مدفون ہوئے۔

(روض الریاحین)

صحابی رسول علیہ السلام، من اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مبشر بالجنۃ

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

مدائن عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ سَلْمَان فارسی رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''سلمان'' کنیت ''ابوعبداللہ'' اور وطن مالوف اصفہان (فارس) ہے۔ اسلام سے پہلے بہت سے عیسائی علماء کی خدمت وصحبت حاصل رہی، اُن میں سے ایک نے آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام بعثت اور ہجرت کی خبر دی، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ عرب کے ایک قافلہ کے ساتھ حجاز مقدس تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تشریف آوری کے وقت وہیں موجود تھے اور مشرف باسلام ہوئے۔

سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور پھر برابر ہر غزوہ میں شریک رہے۔ غزوہ خندق میں آپ رضی اللہ عنہ ہی کے مشورے کے مطابق مدینہ طیبہ کے گرد خندقیں کھودی گئیں جس سے دشمن کو مشکلات اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ غزوہ خندق کے موقع پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے متعلق مہاجرین وانصار کا اختلاف ہوا، انصار نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں، یہ اختلاف سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان منا اهل البيت'' یعنی سلمان نہ انصار میں سے ہیں نہ عام مہاجرین میں سے ہیں بلکہ وہ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ جنت تین شخصوں کی مشتاق

ہے۔علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) عمار (رضی اللہ عنہ) اور سلمان (رضی اللہ عنہ) کی‘‘

آپ اُن چار خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن سے محبت کرنے کا اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طویل نشستیں فرماتے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے رویے کو جنتی لوگوں کا رویہ قرار دیتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جب لوگوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا تو آپ نے بڑا محتاط رویہ اختیار کیا آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بہت خدشہ تھا کہ کہیں وہ ایسی بات یا الفاظ منہ سے نہ نکال دیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ ارشاد فرمایا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ کی اسی احتیاط کے باعث آپ رضی اللہ عنہ سے صرف 60 روایات مروی ہیں۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سادہ طبیعت اور متواضع انسان ہی نہ تھے بلکہ شہرت اور بڑائی کو ساری امت کیلئے مصیبت کا پیش خیمہ سمجھتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدائن کے گورنر مقرر کردیئے گئے، تقریباً پانچ ہزار دراھم وظیفہ مقرر تھا،لیکن آپ سارا وظیفہ صدقہ کردیتے اور ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے، گورنر ہوکر بھی ایک کوٹھڑی تک نہ بنائی بلکہ ایک عبا پاس تھی، آدھی بچھا لیتے تھے اور آدھی کو اوڑھ لیتے تھے اور درختوں کے سایہ میں آرام فرمالیتے۔ جب سایہ چھٹ جاتا تو سایہ کے ساتھ خود بھی سرک جاتے تھے،کبھی صرف درخت پر کپڑا ڈال کر کام چلا لیا کرتے اور اسی کو مکان کی جگہ استعمال فرمالیا کرتے۔

تقریباً ڈھائی سو سال کی عمر پا کر امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 10 رجب 33 ہجری میں شہر مدائن میں وفات پائی وہیں پر آپ رضی اللہ عنہ کی آرامگاہ مرکز انوار و برکات ہے۔

صحابی رسول علیہ السلام، رازدارِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ

مدائن، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَضْرَتْ حُذَیْفَةُ ابْنُ یَمَان رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حذیفہ'' اور کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے آپ کے والد صاحب کا نام اصل میں ''حمسل'' ہے لیکن چونکہ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد یمنی قوم کے حلیف ہو گئے اس لئے آپ کا لقب ''یمان'' مشہور ہو گیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ احد میں شریک ہوئے ان کے والد اسی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے فتنوں کی تفصیل اور منافقین کے نام اور اُن کی شناخت بتا رکھی تھی، اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو صاحب سرّ رسول اللہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز دار) کہا جاتا ہے۔ چہروں کو پڑھنے کے فن میں آپ کو تخصیص کا درجہ حاصل تھا۔ آپ ایک ہی نظر میں چہرے کو پڑھ لیتے اور پوشیدہ گہرائیوں کی تہ تک پہنچ جاتے اور کسی دِقت کے بغیر مخفی مسائل کا ادراک کر لیتے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے ذہین و دانشور آپ کی رائے سے استفادہ فرماتے اور آدمیوں کے انتخاب و جائزے میں آپ کی بصیرت سے مدد لیتے۔ مشکل سے مشکل گتھیوں کو سلجھانے کی بے مثال ذہانت کے مالک تھے حق گوئی و بے باکی ایسی کہ اپنے مالک کی پکار پر ہر وقت تیار رہنے والے، رازوں کو اس دِقت اور حفاظت سے سربستہ رکھنا کہ کوئی ان کا سراغ نہ لگا سکے یہ کمال آپ کے

اندر موجود تھا۔ اسد الغابہ میں ہے: ''امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں ان سے پوچھتے تھے ''أَ أَنَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ؟'' یعنی کیا میں منافقین میں سے تو نہیں ہوں؟ اسی وجہ سے جس نماز جنازہ میں آپ شرکت فرماتے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی شرکت کرتے اور جس میں آپ شریک نہ ہوتے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی شریک نہ ہوتے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوتا تھا کہ جس نماز جنازہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوں وہ شاید کسی منافق کا جنازہ ہو اور اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس میں شریک نہیں ہو رہے ہوں۔ (اسد الغابہ)

آپ ہمت، شجاعت اور عظمت کا مجسم پیکر تھے، غزوہ احزاب، خندق میں بالخصوص اپنی قوتِ بازو کے جوہر دکھائے۔ دورِ فاروقی میں بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، آپ رضی اللہ عنہ نہاوند کی جنگ میں شریک تھے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ امیر جیش مقرر ہوئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ کو مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ 36 ہجری میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن کے بعد وصال فرمایا۔ وفات سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ پر عجیب کیفیت طاری تھی، بہت زیادہ رونے میں مصروف تھے، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو بولے کہ دنیا کے چھوڑنے کا غم نہیں موت مجھ کو بہت محبوب ہے لیکن اس لئے رو رہا ہوں کہ معلوم نہیں کہ وہاں کیا حالات پیش آئیں گے؟ جس وقت آپ آخری سانس لے رہے تھے، اُس وقت فرمایا: ''یا اللہ! اپنی ملاقات کو میرے لئے مبارک کرنا کیونکہ تو جانتا ہے کہ تو مجھے کتنا محبوب ہے۔'' اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزارِ اقدس مدائن عراق میں زیارت گاہِ عوام و خواص ہے۔

ممدوحِ حق تعالیٰ، پیغمبرِ اجل و اعلیٰ

حضرت سیدنا ذوالکفل علیہ السلام

قریہ ذوالکفل، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَاسَيِّدِيۡ يَا ذَاالۡكِفۡلِ علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَبِيَّ الله علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا نام ''بشر'' یا ''شرف'' بیان کیا جاتا ہے، آپ علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے متعلق اور بھی مختلف اقوال ہیں، تاہم اسی قول مذکور کی طرف زیادہ رجحان ہے۔ آپ علیہ السلام یتیموں، محتاجوں، غریبوں اور بیوہ عورتوں پر رحم فرماتے، ان کی ضروریات کا خیال رکھتے، انہی محتاج لوگوں کی کفالت کی وجہ سے ہی آپ علیہ السلام کا نام ''ذوالکفل'' (کفالت کرنے والا) پڑ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِن کو اِن کے باپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد نبی بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ لوگوں کو میری وحدانیت پر ایمان لانے کی طرف بلائیں کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ آپ علیہ السلام عمر بھر شام کے علاقہ میں ہی رہے، اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

75 سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر آپ علیہ السلام کے تذکار موجود ہیں۔ سورۃ صٓ کی آیت 48 میں ذکر ہے:

''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا (بھی) ذکر کیجئے اور وہ سارے کے سارے چنے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔''

ممدوحِ حق تعالیٰ، حکیم اجل واعلیٰ

حضرت حکیم لقمان رضی اللہ عنہ

خان بنی سعد، عراق (بغداد سے ایک چالیس کلومیٹر)

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا حَضۡرَتۡ حَکِیۡمُ لُقۡمَان رضی اللہ عنہ
اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا خَیۡرَ الۡحُکَمَاءِ رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم لقمان رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر ہستی ہیں جن کا تذکرہ قرآن حکیم کی سورۃ لقمان میں آیا ہے، یہ واضح نہیں کہ آپ نبی تھے یا نہیں۔ البتہ وہ ایک بہت دانا آدمی تھے اور بہت سی حکایات بھی ان کی حکمت کی طرح عوام وخواص میں مشہور ہیں۔ حکیم لقمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کا ایمان بہت طاقتور تھا۔ قرآن کریم میں ان کی کچھ نصیحتیں موجود ہیں جو انھوں نے اپنے بیٹے کو کیں تھیں۔

مؤرخین نے فرمایا کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ تقریباً ایک ہزار برس کی عمر پائی۔ یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر ان سے علم سیکھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی بعثت سے پہلے آپ بنی اسرائیل کے مفتی تھے۔ لیکن جب سیدنا داؤد علیہ السلام منصبِ نبوت پر فائز ہو گئے تو آپ نے فتویٰ دینا ترک کر دیا۔ آپ بنی اسرائیل کے نہایت ہی بلند مرتبہ صاحب ایمان اور بہت ہی نامور مرد صالح تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینہ کو حکمتوں کا خزینہ بنا دیا تھا۔

ھادی عظیم، ظلِ مرتضیٰ، عکسِ امام باقر

حضرت سیدنا امام علی نقی علیہ السلام

سامرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدِیۡ اِمَامُ عَلِی نَقِیّ علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا ظِلَّ الۡمُرۡتَضٰی علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ''علی'' کنیت ''ابوالحسن'' ہے، القابات ''نقی، ہادی، زکی، عسکری، متوکل، ناصح، فقیہہ، امین، طیب'' ہیں، سلسلۂ نسب اس طرح ہے: ''سیدنا علی نقی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ علیہم السلام''

آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام'' حضرت سمانہ مغربیہ'' ہے۔ 5 رجب المرجب 214ہجری کو مدینۃ المنورہ سے کچھ فاصلے پر'' مقام صریا'' پر سیدنا امام محمد تقی علیہ السلام کے بیت الشرف میں آپ علیہ السلام کی جلوہ گری ہوئی، علم وعمل، زہد وتقویٰ میں اپنے آباءواجداد علیہم السلام کی علمی وروحانی امانتوں کے امین ووراثِ کامل تھے۔آپ علیہ السلام انتہائی بچپنے کے زمانہ میں تھے جب 219ہجری میں معتصم باللہ نے آپ کے والد بزرگوار کو مدینہ سے بغداد طلب کرلیا اس طرح آپ علیہ السلام اپنے والد گرامی سے بظاہر جدا ہو گئے، سیدنا امام محمد تقی علیہ السلام جب بغداد تشریف لے آئے تو ظالم نے 29 ذی قعدہ 220ہجری کو سیدنا امام محمد تقی علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کرا دیا۔

آپ علیہ السلام کی چھ سال کی عمر تھی جب والد گرامی داغ مفارقت دے گئے۔ بچپن ہی میں کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔ دور سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ خاندان نبوت کے چشم و چراغ ہیں۔ اللہ جل جلالہ نے اس امتِ مرحومہ کے دلوں میں فطری طور پر

خاندان اہل بیت علیہم السلام کی محبت ودیعت فرمادی ہے، اوران کی محبت ایمان کی علامت بتایا گیا ہے۔ یہ جہاں بھی تشریف فرما ہوتے تھے مخلوقِ خدا پروانہ وار ان پر فدا ہوتی تھی اور دنیا کے بندے جن کے پاس کرسی، عہدے، لشکر وغیرہ ہر چیز ہوتی تھی، وہ یہ چیزیں دیکھ کر حیران ہوکر اور پھر حسد کی بیماری میں مبتلا ہوجاتے کہ سب کچھ تو ہمارے پاس ہے لیکن ہماری وہ عزت وشوکت نہیں ہے، جو اس گلستانِ کرم کے ایک پھول کی ہے۔ آپ علیہ السلام کو بھی اس راستے میں ستایا گیا، تکلیفیں دی گئیں لیکن آپ علیہ السلام جرأتِ حیدری اور صبرِ حسینی کی مثال بن کر شان وشوکت کی زندگی گزارتے رہے۔ کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، جو بھی آیا خالی ہاتھ نہ گیا۔

آپ علیہ السلام نے اپنی حیات مقدسہ میں بنو عباس کے خلفاء کا عروج وزوال دیکھا، مامون اور اس کے بھائی معتصم کا دورِ حکومت آپ علیہ السلام نے دیکھا، معتصم کے بیٹے واثق اور پھر اس کے بھائی متوکل کے بیٹے منتصر اور اس کے خاندان کے دو تین بادشاہوں کا دور آپ علیہ السلام کے سامنے تھا۔ 243 ہجری دوسرے قول پر 236 ہجری میں آپ علیہ السلام کو متوکل نے مدینہ معظّمہ سے سامراء شہر بدر کردیا آپ علیہ السلام پر طرح طرح کے مظالم اور سختیاں کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کے خلفاء نے بھی اپنی روش نہ بدلی انہوں نے اپنا ظلم وستم جاری رکھا۔ گویا آپ علیہ السلام کی حیات مقدس کا بیشتر حصہ قید وبند کی صعوبتوں میں بسر ہوا، آپ علیہ السلام نے تمام سختیاں برداشت کیں لیکن حکومت وقت سے کسی بھی قسم کی مصالحت نہیں کی۔ آپ علیہ السلام پر معتز عباسی کا جب کوئی بھی حملہ کارگر ثابت نہ ہوا تو اس نے آپ علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کردیا۔

ماہ جمادی الاخری اور دوسرے قول پر 3 رجب 254 ہجری کو آپ علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئے۔ آپ علیہ السلام کا مزارِ اقدس ''سامرہ'' عراق میں مرجع خواص وعوام ہے۔

ھادیِ عظیم، ظلِ مرتضیٰ، عکسِ امام باقر

حضرت سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام

سامرہ، عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِيْ اِمَام حَسَنْ عَسْكَرِی علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْاَمَامِ النَّقِي علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا اسمِ گرامی ''حسن'' اور کنیت ''ابو محمد'' ہے۔ آپ علیہ السلام کے القاب بے شمار تھے جن میں ''عسکری، ہادی، زکی، سراج اور ابن الرضا'' بہت مشہور ہیں۔ 11 ربیع الثانی 232ہجری کو مدینہ طیبہ میں سیدنا امام علی تقی علیہ السلام کے بیت الشرف میں جلوہ گری ہوئی۔ آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام ''حدیثہ'' تھا۔ جو انتہائی صالحہ و پاکیزہ خاتون تھیں، سامرہ کے علاقے میں جب آپ علیہ السلام کی آمد ہوئی اور جہاں آپ علیہ السلام قیام فرماتے اُس محلے کا نام ''عسکر'' تھا اس مناسب سے آپ علیہ السلام کا لقب ''عسکری'' زیادہ مشہور ہو گیا۔ ابھی بچپن کا زمانہ تھا کہ والد گرامی علیہ السلام کے ہمراہ سامرہ آگئے۔ آپ علیہ السلام نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح بنی عباس کے متعدد خلفاء کا سامنا کیا۔ آپ علیہ السلام اپنے کمالات میں اپنی مثال آپ تھے۔ سامرا میں آپ علیہ السلام جیسا با اخلاق، پروقار، بلند مرتبہ، بافضیلت اور باعظمت کسی نے نہیں دیکھا۔

ابن حجر مکی ''الصواعق المحرقہ'' میں فرماتے ہیں کہ (سامرہ آنے کے بعد) ایک روز سر راہ کھڑے تھے اور بچے کھیل رہے تھے لیکن آپ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، قریب سے بہلول دانا کا گزر ہو گیا۔ بہلول نے آپ علیہ السلام کی تنہائی کو دیکھ کر عرض کیا: ''میں آپ کو وہ چیز خرید کر دوں جس سے یہ بچے کھیلتے ہیں'' آپ علیہ السلام

نے ارشاد فرمایا: ''یَا قَلِیۡلَ الۡعَقۡلِ مَا لِلعِبِ خَلَقۡنَا'' اے کم عقل والے ہم کھیلنے کے لیے پیدا نہیں۔ بہلول نے عرض کیا: تو ہماری پیدائش کس لئے ہوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''لِلۡعِلۡمِ وَالۡعِبَادَۃِ'' علم اور عبادت کے لیے۔ بہلول نے عرض کیا: ''یہ باتیں آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ''اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ﴿۱۱۵﴾'' سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار (و بے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ پھر عرض کیا مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو آپ علیہ السلام نے بطور نصیحت چند اشعار سنائے پھر آپ علیہ السلام پر غش کی کیفیت طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو بہلول نے عرض کیا: آپ پر یہ عالم کیسے طاری ہو گیا حالانکہ ابھی تو آپ علیہ السلام کا بچپن ہے۔ تب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: ''إِلَیۡكَ عَنِّیۡ یَا بُهۡلُوۡلُ إِنِّیۡ رَأَیۡتُ وَالِدَتِیۡ تُوۡقِدُ النَّارَ بِالۡحَطَبِ الۡكِبَّارِ فَلَا تَتَّقِدُ إِلَّا بِالصِّغَارِ وَإِنِّیۡ أَخۡشَی أَنۡ أَكُوۡنَ مِنۡ صِغَارِ حَطَبِ نَارِ جَهَنَّمَ'' اے بہلول! چلے جایئے، میں نے اپنی والدہ کو بڑی لکڑیوں کو آگ لگاتے دیکھا ہے مگر وہ چھوٹی لکڑیوں کے بغیر نہ جلتی تھیں مجھے خوف ہے کہیں میں جہنم کی آگ کی چھوٹی لکڑیوں میں سے نہ بن جاؤں۔ (الصواعق المحرقہ)

حکام وقت کا برتاؤ آپ علیہ السلام کے ساتھ اسی طرح رہا جس طرح آپ علیہ السلام کے بزرگوں کے ساتھ تھا، متوکل کے بعد مستنصر بھی اُس کے نقش قدم پر چلتا رہا پھر معتمد عباسی بھی ان سے چار قدم آگے نکلا۔ قید و بند کی صعوبتوں کے بعد جب اُسے کچھ حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو اُس نے آپ علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ 8 ربیع الاول 260 ہجری کو آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مزار مقدس سامرہ میں مرکز انوار و تجلیات ہے۔

شریکۂ حیات امام حسن عسکری علیہ السلام

جنابِ محترمہ حضرت سیدہ نرجس رضی اللہ عنہا

سامرہ عراق

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةُ نَرْجِس رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْخَيْرِ والكَرَم رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام کی شریکۂ حیات تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب روم کی بڑی شخصیات سے جاملتا ہے۔ کتب تاریخ واحوال میں آپ رضی اللہ عنہا کے متعدد اسماء کا تذکرہ موجود ہے لیکن زیادہ احوال اسی اسم گرامی سے منقول ہیں۔

بعض منابع میں مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی حکیمہ خاتون کی تربیت یافتہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا انتہائی پاکباز اور مقدس خاتون تھیں۔

''سامرا'' حرم عسکریین امام علی تقی ہادی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے قدمین شریفین میں آپ کی آرامگاہ ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ عنایت سے اس کتاب میں بارہ آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام میں سے سات آئمہ کرام علیہم السلام کا تذکرہ مبارکہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اب آخر میں پانچ دیگر آئمہ کرام علیہم السلام کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرکے بارہ اماموں کے ذکر سے اس کتاب کو مزین کرنے کی اور اس میں برکات کا ذخیرہ کرنے کی عظیم سعادت حاصل کریں گے۔

فرزندِ بتول، جگر گوشہ مرتضیٰ، برادرِ امام حسین علیہ السلام

حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام

جنت البقیع، مدینہ منورہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا یَا اَبَا عِبْدِاللّٰهِ الْحَسَن علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَیْحَانَةَ الرَّسُوْلِ علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا اسم گرامی ''حسن بن سیدنا علی بن ابی طالب (علیہم السلام)'' کنیت ''ابو محمد'' اور القاب ''سیّد'' (سردار)'' سبط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم '' ''شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم '' اور ''مجتبیٰ'' ہے۔ آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ جگر گوشۂ رسول سیدہ خاتون جنت مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ ہجرت کے تیسرے سال پندرہ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں بروز جمعۃ المبارک آپ علیہ السلام کی جلوہ گری ہوئی۔ آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی اور ساتویں روز آپ علیہ السلام کا عقیقہ کیا گیا اور سر مبارک کے بال مبارک منڈوائے اور حکم فرمایا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کی جائے۔

سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام چھ سال چار مہینے اپنے نانا جان حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ برکت میں رہے اور تقریباً سات سال اپنی والدہ ماجدہ سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی آغوش مبارک میں تربیت پائی اور تقریباً 37 سال اپنے والد ماجد سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کے فیوض و برکات سے مستفیض رہے اور قرآن وسنت کی بشارتوں سے بہرور ہوئے۔ متعدد احادیث مبارکہ سے واضح

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدہ زہرا پاک سلام اللہ علیہا کے شہزادوں سے والہانہ محبت فرماتے نہ صرف خود محبت و اظہارِ محبت فرماتے بلکہ اللہ تعالی کے حضور دعا فرماتے کہ تو بھی ان سے محبت فرما اس کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی امت کو بھی ان کی محبت کی تعلیم فرماتے ۔سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سینہ مبارک سے سر انور تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہہ تھے ۔آپ علیہ السلام کی سیرت و شخصیت ،عظمت و اہمیت اور عزت و توقیر میں متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے بکثرت احادیث مروی ہیں ۔

عظمت و کمال یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھوں پر سواری کی ۔سینۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کھیلے ۔صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہوں میں رہتے اور آپ کی پرورش و تربیت خود حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی ۔یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام جنتی نوجوانوں کے سردار کہلائے ۔ساداتنا حسنین کریمین علیہما السلام کو دنیا و آخرت کی سیادتِ کل عطا کی گئی ۔عہدِ نبوی میں کمسن ہونے کے باوجود روایت حدیث سے آپ علیہ السلام کا دامن خالی نہیں رہا ،ذخیرۂ احادیث میں تقریباً تیرہ کے تعداد میں احادیث آپ علیہ السلام سے مروی ہیں ۔دینی علوم کے علاوہ اُس زمانہ کے مروّجہ فنون میں بھی دسترس رکھتے تھے ۔ان کے گلشن اخلاق میں زُہد و استغنا ،حلم و تحمل ،جود و سخا ،خوش خلقی ،امن پسندی ، صلح جوئی ،نرم خوئی اور خیر خواہیٔ اُمت نہایت خوش رنگ پھول ہیں ۔

29/30 ہجری میں جب امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن العاص نے طبرستان پر لشکر کشی کی تو سیدنا امام حسن علیہ السلام بھی دوسرے نوجوانان قریش کے ساتھ اسلامی لشکر میں شریک تھے آپ علیہ السلام نے کئی معرکوں میں شجاعت کے جوہر دکھائے ۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب

شورش برپا ہوئی اور باغیوں نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کرلیا تو سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو کاشانہ خلافت کی حفاظت کے لیے متعین فرمایا۔

ہمیشہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد سورج طلوع ہونے تک مسجد نبوی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی میں تشریف فرما رہتے پھر ملاقات کے لئے آتے معززین سے ملاقات وگفتگو فرماتے یہاں تک کہ کچھ دن نکل آتا اب دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی بارگاہ میں حاضری دیتے۔ تقریباً 20 بار مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ سے پیدل مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام کی شہادت کے بعد سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو اہل کوفہ نے آپ علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ علیہ السلام کی خلافت کا زمانہ بہت کم تھا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ علیہ السلام کی خلافت 6 ماہ اور 5 دن ہے۔ عمر مبارک 47 برس تھی۔ آپ 28 صفر المظفر 49 ہجری بقول دیگر 50 ہجری 5 ربیع الاول کو مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ (بوجہ زہر جو آپ علیہ السلام کی لالچی بیوی جعدہ بن اشعث نے یزید کی ایماء پر دیا) اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور آپ علیہ السلام جنت البقیع میں اپنی والدہ ماجدہ سیدۂ کائنات، سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

آپ علیہ السلام کے نماز جنازہ میں لوگوں کا اتنا ازدحام دیکھا گیا حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر اُس مجمع پر سوئی پھینکی جاتی تو لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے وہ بھی زمین پر نہ گرتی بلکہ کسی نے کسی انسان کے سر پر گرتی۔'' (الاصابۃ)

شہزادہ امام حسین علیہ السلام، امام صابرین، سید الساجدین

سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

جنت البقیع، مدینہ منورہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَا امام زَیْنَ الْعَابِدِین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَاسَیِّدَ السَاجِدِیْنَ علیہ السلام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا اسمِ گرامی ''علی بن سیدنا حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب'' علیہم السلام اور خاندانی نسبت قریشی ہاشمی ہے۔'' سیدنا گنج بخش داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ علیہ السلام کی کنیت ''ابوالحسن'' بیان فرمائی جبکہ دیگر اہل علم نے آپ علیہ السلام کی کنیت ''ابومحمد''، ''ابوالحسن''، اور ''ابوبکر'' بھی لکھی ہے۔15 جمادی الاولیٰ 38 ہجری کو مدینہ معظّمہ میں آپ علیہ السلام کی جلوہ گری ہوئی۔آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ایران کے مشہور بادشاہ یزدگرد کی بیٹی ''شہربانو'' ہیں۔آپ علیہ السلام نے اپنے دادا جان مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سایۂ شفقت میں دو سال رہے۔

''**کشف المحجوب**'' میں ہے: ''وارث نبوت و چراغ امت، سیدِ مظلوم وامام مرحوم، زین عباد و شمع الاوتاد، ابوالحسن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الاکرام'' آپ کے القاب میں ''سجاد'' اور ''زین العابدین'' بھی ہیں، آپ علیہ السلام کو ''علی اصغر'' بھی کہا جاتا ہے۔'' سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام، فیضان نبوت کے وارث جنہوں نے فیضان نبوت سے کسب فیض کیا، قرآن مجید کو سمجھا اور اس پر بطریق احسن عمل بھی کیا، جس کی مثال ملنی مشکل ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ علیہ السلام نے علم حدیث بھی حاصل کیا، آپ علیہ السلام کے اساتذہ حدیث میں سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین علیہما السلام،

حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت مسور بن مخرمہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت شامل ہے ان کے علاوہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے بھی روایت حدیث کی ہے اور پھر آپ علیہ السلام سے ایک کثیر جماعت نے فیضان نبوی حاصل کیا اور روایات بیان کی ہیں۔

آپ علیہ السلام چونکہ فرزند رسول تھے اس لیے آپ میں سیرت محمد یہ کا ہونا لازمی تھا، مکارم اخلاق، ستم رسیدہ و فقرا کی دستگیری میں آپ کے مرتبہ کا کوئی نہ تھا، آپ بہت بڑے عابد و زاہد تھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سُمِّيَ زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهٖ'' عبادت و ریاضت میں کثرت کے سبب آپ علیہ السلام کو ''زین العابدین'' کہا جاتا ہے، سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عبادت و ریاضت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''اکرم و اعبد اہل زمانہ خود بود'' (کشف المحجوب)

مندرجہ بالا فقرے میں ''اکرم'' اور ''اعبد'' تفضیل کل کے صیغے ہیں، یعنی آپ علیہ السلام اتنے بڑے عابد کہ آپ کے مقابلے میں اُس وقت زمانے بھر میں کوئی عبادت گزار نہ تھا، آپ علیہ السلام اپنے والد محترم سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا کے میدان میں تھے اُس وقت آپ علیہ السلام کی عمر تقریباً 23 سال تھی اور بیماری کی حالت میں تھے شمر بن ذی الجوش نے کہا کہ انہیں بھی قتل کر دو، لیکن اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا ہم ایسے نوخیز کو قتل کر دیں جو حالت مرض میں ہے،؟

میدان کربلا میں قربان شدہ خاندان اہل بیت کرام علیہم السلام کے آپ آخری چشم و چراغ ہیں آپ سے حسینی سادات کی نسلی آگے چلی۔ امام زین العابدین علیہ السلام تسلیم و رضا

حق گوئی و بے با کی اور ہمت و جرأت کے پیکر تھے۔ کتب سیرت و تواریخ میں ہے:

''ہشام بن عبدالملک ایک سال حج کے لیے آیا، اُس نے دوران طواف حجر اسود کا بوسہ لینا چاہا لیکن لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے کوئی راستہ نہ ملا تو وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا اسی دوران حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مسجدِ حرام میں تشریف لائے، چاند سے چہرے، روشن رخساروں اور خوشبودار لباس کے ساتھ آپ نے بیت اللہ کا طواف شروع کیا، جب آپ علیہ السلام حجر اسود کے قریب پہنچے تو آپ کی تعظیم کے لیے لوگوں نے حجر اسود کے آس پاس کی جگہ خالی کردی، ہشام نے کہا یہ نوجوان کون ہے؟ میں اسے نہیں پہچانتا!! (اس سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ اہل شام اِسے نہ پہنچانیں اور نہ ہی اس کی خلافت کی خواہش کریں) عرب کا مشہور شاعر ''فرزدق'' وہاں موجود تھا اُس نے کہا میں ان کو خوب پہچانتا ہوں، لوگوں نے کہا: اے ابوفراس! ہمیں بتاؤ وہ کون ہے؟ کہ ہم نے اسے بڑا بارُعب نوجوان دیکھا ہے، فرزدق نے آپ علیہ السلام کا تعارف میں ایک قصیدہ پڑھا چند اشعار یہ ہیں۔

هٰذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہ وہ ہستی ہیں جن کے قدموں کو وادئ بطحا پہچانتی ہے اور بیت اللہ اور حل و حرم بھی انہیں کو خوب جانتے ہیں۔

هٰذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللهِ كُلِّهِمُ هٰذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

یہ لختِ جگر ہیں اُس پاک ہستی کے جو اللہ کے بندوں میں سب سے افضل ہے، یہ خود پرہیزگار، پاکباز اور پاک باطن دنیا میں مشہور ہیں۔

آپ علیہ السلام اکثر گریہ وزاری فرماتے، ہمیشہ مغموم رہتے، کسی نے بھی کبھی آپ

کو آواز سے قہقہہ لگاتے نہ دیکھا، محدث ابو نعیم اصفہانی اور ابن عسا کر لکھتے ہیں:

''لوگوں میں سے کسی نے جب آپ سے شدت گریہ کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: مجھے ملامت نہ کرو

''فَإِنَّ يَعْقُوبَ فَقَدَ سِبْطًا مِنْ وَلَدِهِ فَبَكَى حَتَّى ابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ مَاتَ،وَقَدْ نَظَرْتُ إِلَى أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي فِي غَزَاةٍ وَاحِدَةٍ'' اس لیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کو گم پایا تو اتنا روئے کہ شدتِ غم سے اُن کی آنکھیں سفید ہو گئیں یہ ایک بیٹے کی جدائی کے غم میں ہوا اور میں نے تو اپنی ان آنکھوں سے اپنے خانوادے کے چودہ افراد کو ایک ہی جنگ میں شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے، تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ ان کا غم میرے دل سے زائل ہو جائے گا۔'' (حلیۃ الاولیا، تاریخ دمشق ابن عسا کر)

آپ علیہ السلام جود و سخا کے پیکر تھے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے رہتے تھے، منکسر المزاج اور نہایت متواضع تھے، ظاہری نمود و نمائش کے بالکل خلاف تھے ہر وقت عاجزی وانکساری کا انداز اپنائے رکھتے تھے۔ قصوروار کو معاف کر دینا اور اس سے انتقام نہ لینا، صالحین و مقربین بارگاہ الٰہی کا شیوہ رہا ہے سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی ساری زندگی اسی رَوش کو اپنایا، ہر ہر قدم پر عفو و درگزر اور حلم و بردباری سے کام لیا اور اُمت مسلمہ کے لیے اسوۂ محبت و اُلفت کا اعلیٰ نمونہ مہیا فرمایا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس سیدِ عالی وقار کے مناقب وفضائل اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں پورے طور پر احاطۂ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔'' 25 محرم الحرام 95 ہجری میں 57 سال کی عمر مبارک میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

شہزادہِ امام زین العابدین علیہ السلام، بادشاہِ اقلیمِ علوم

حضرت سیّدنا امام محمد باقر علیہ السلام

جنت البقیع، مدینہ منورہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا یَا اِمَامُ مُحَمَّد بَاقِر علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَنَا یَا بَاقِرَ الْعُلُوْمِ وَالْحِکَمِ علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا نام ''محمد''، کنیت ''ابوجعفر''، ''ابوعبداللہ'' اور لقب ''باقر'' ہے تمام علمائے لغت اس لقب سے مشہور ہونے کی وجہ آپ علیہ السلام کی وسعت علمی کو قرار دیتے ہیں۔ آپ اپنے جدِ امجد سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین برس قبل یکم رجب 57ھ کو مدینۃ المنورہ میں پیدا ہوئے۔ والدمحترم کی طرف سے سلسلۂ نسب ''محمد باقر بن سیدنا علی زین العابدین بن سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام '' ہے اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے ''فاطمہ علیہا السلام بنت سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام '' ہے۔ یوں آپ والد اور والدہ دونوں طرف سے ''نجیب الطرفین ہاشمی'' تھے۔

امام باقر علیہ السلام تین برس تک اپنے جدامجد حضرت امام حسین علیہ السلام کے زیر تربیت رہے کربلا میں اپنے خاندان کا قتل عام اپنی آنکھوں سے دیکھا چونکہ اس قدر دردناک واقعے کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے دنیا کو بالکل ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اس لیے چونتیس برس صرف اور صرف اپنے بیٹے کی تربیت کرتے رہے اور 94ھ میں اپنے والد کی وصال کے بعد تمام تر ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوگئیں۔ امام باقر علیہ السلام مختلف علوم میں وسعتِ نظر کے مالک تھے، سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' آپ علوم دقیقہ (کے بیان) اور قرآن کریم کے لطیف اشارات (کی تفسیر) کے لیے خاص طور پر مشہور ہیں'' (کشف المحجوب)

آپ علیہ السلام عبادت وریاضت، علم وعمل اور زُہد وتقویٰ میں اپنے والد بزرگوار کی مکمل تصویر تھے۔ آپ علیہ السلام کا شمار تابعین کے تیسرے طبقہ میں ہوتا ہے، بڑے عالم، عابد اور ثقہ تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ آپ علیہ السلام کا فیض صحبت تھا، امام صاحب نے آپ علیہ السلام کے لختِ جگر سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے فیض صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں: ''بڑے بڑے جید علماء بھی آپ علیہ السلام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے اور جب علم کی بات چلتی تو سب علما کرام امام باقر علیہ السلام کے سامنے طفلِ مکتب معلوم ہوتے تھے''۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''آپ علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جن میں علم وعمل، سیادت وشرافت اور ثقاہت ومتانت یکجا تھی اس دور کے فقہ وحدیث کے بیشتر علماء نے آپ علیہ السلام ہی سے فیض حاصل کیا تھا۔ یہ بات ہم بلاتردد کہہ سکتے ہیں کہ حضرت سیدنا باقر علیہ السلام اپنے زمانے کی ایک عدیم النظیر شخصیت تھے اور آپ علیہ السلام کا علم لوگوں کو اس امر پر مجبور کرتا تھا کہ وہ آپ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں اور اپنے مسائل حل کروائیں۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ''کَانَ وَاسِعُ الْعِلْمِ وَوَافِرُ الْحِلْمِ'' آپ علیہ السلام وسیع العلم اور کثیر الحلم تھے، لوگ آپ علیہ السلام کو ''سید الفقہاء الحجاز'' کہتے تھے ہر عام وخاص آپ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتا تھا کیونکہ آپ علیہ السلام سیدنا امام سجاد زین العابدین علیہ السلام کے صحیح طور پر علمی وروحانی جانشین تھے۔

آپ علیہ السلام کی کرامات کے متعلق سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **کشف المحجوب** میں فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ بادشاہِ وقت نے آپ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ کیا اور بلوا بھیجا جب آپ علیہ السلام تشریف لائے تو بادشاہ فوراً

کھڑا ہو گیا اور آپ علیہ السلام کی بہت زیادہ تکریم کی جب آپ علیہ السلام چلے گئے تو درباریوں نے بادشاہ سے پوچھا کہ تم تو انھیں ہلاک کرنا چاہتے تھے پھر اتنی تعظیم کیوں؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ جس وقت امام باقر علیہ السلام میرے پاس پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں دو شیر کھڑے ہوئے ہیں اور مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں نے انھیں کچھ کہا تو شیر مجھے مار ڈالیں گے۔ (کشف المحجوب)

آپ علیہ السلام کا اخلاق بھی فقید المثال تھا یہاں تک کہ آپ کی خوش خلقی اور خندہ روئی کا دشمن بھی اعتراف کرتے تھے ہر کسی کے ساتھ انتہائی نرمی و متانت سے پیش آتے تھے اس لیے لوگ آپ علیہ السلام کے پاس دیوانہ وار کھنچے چلے آتے تھے۔ جب سلاطین شام نے آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور عوام میں آپ کی محبت و عقیدت دیکھی تو بہت زیادہ حسد کرنے لگے اور بغض و کینہ کی آگ میں اتنے دور نکل گئے کہ آپ علیہ السلام کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور بڑی مہارت سے آپ کو زہر دیا گیا۔ 57 برس کی عمر میں 7 ذوالحجۃ الحرام 114ھ میں وصال فرمایا۔ وصیت کے مطابق آپ علیہ السلام کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا جس میں ایک آپ علیہ السلام کا پیرہن اور دوسری آپ علیہ السلام کی یمنی چادر تھی۔ جنت البقیع میں ہی حضرت سیّدنا امام حسن علیہ السلام اور سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلشن کا ہیں گل تر امام باقر علیہ السلام امام باقر علیہ السلام
علوم حیدر علیہ السلام کا خاص جوہر امام باقر علیہ السلام امام باقر علیہ السلام
امین صبر و رضا یہی ہیں ،وقارِ آل عبا یہی ہیں
جناب سجاد علیہ السلام کے ہیں اختر امام باقر علیہ السلام امام باقر علیہ السلام

شہزادۂ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، افضل الکاملین

حضرت سیّدنا امام محمد جعفر الصادق علیہ السلام

جنت البقیع، مدینہ منورہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَااِمَامَ جَعْفَرَ الصَّادِق علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَا مَجْمَعَ الْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا اسمِ گرامی ''جعفر''، کنیت ''ابوعبداللہ'' اور القاب '' صادق، صابر، فاضل، طاہر'' ہیں۔ والد گرامی کی طرف سے سلسلۂ نسب یوں ہے: ''امام جعفر علیہ السلام بن سیدنا محمد باقر علیہ السلام بن علی زین العابدین علیہ السلام بن سیدنا امام حسین علیہ السلام بن علی بن ابی طالب علیہ السلام '' اور والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: ''ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم '' سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی نانی جان اور نانا جان دونوں امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتی اور پوتے ہیں اس لئے سیدنا امام جعفر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: ''وَلَدَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ مَرَّتَیْنِ'' مجھے ولادت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوہرا واسطہ ہے۔ (الصواعق المحرقۃ)

آپ علیہ السلام کی عہدِ عبدالمالک اُموی میں 17 ربیع الاول 83ہجری کو مدینہ منورہ میں سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام کے بیت الشرف میں جلوہ گری ہوئی۔ آپ علیہ السلام زُہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت گزاری، غربا ومساکین کی دلجوئی کرنے والے معروف تھے، مستجاب الدعوات وکثیر الکرامات تھے، آپ علیہ السلام شریعت کے معلم اور طریقت کے امام اور ائمہ شریعت وطریقت کے استاد ہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم شرع میں کمال اور حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا میدان معرفت میں کمال آپ علیہ السلام کی بافیض صحبت کا اثر ہے۔

ان کے علاوہ بایزید بسطامی، امام مالک، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہم جیسی قدآور شخصیات نے آپ علیہ السلام سے اکتساب فیض کیا۔ سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آپ علیہ السلام کی شان میں یوں نذرانہ پیش کرتے ہیں:

''انہیں ائمہ اہل بیت اطہار میں سے، یوسف سنت، جمال طریقت، معبر اہل معرفت، مزین اہل صفوت، سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں'' آپ علیہ السلام نہایت بلند خیال اور پسندیدہ سیرتوں سے مزین تھے اور تخت امامت کی دینی رونق کے لیے آپ موزوں تھے، آپ علیہ السلام کے بیان کردہ ارشادات جمیلہ تمام علوم میں مشہور ومعروف ہیں، دقیق اور مشکل معانی کی وضاحتوں میں آپ علیہ السلام کی تقریرات مسلّم وحرف آخر تھیں، اہل معرفت میں آپ کو لطائف کلام اور حقائق معرفت میں خاص درجہ حاصل تھا۔''

ایک بار حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یاابن رسول اللہ علیہ السلام!'' مجھے کچھ نصیحت فرمائیے، اس لئے کہ میرا دل سیاہ ہو چکا ہے، آپ نے فرمایا کہ ابوسلیمان (یہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت تھی) آپ اس زمانے کے بڑے زاہدوں میں سے ہیں، آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے؟ عرض کیا: اے فرزند رسول علیہ السلام! آپ کو اللہ نے سب پر فضیلت سے نوازا ہے آپ پر نصیحت کرنا واجب ہے، تب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوسلیمان! میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں بروز قیامت میرے جدامجد مجھے یہ نہ فرمائیں کہ تو نے ہماری اطاعت کا حق کیوں ادا نہیں کیا؟ حضرت داؤد طائی یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے، الٰہی! جن ہستیوں کا خمیر آبِ نبوت سے ہو، اور جن کی ترکیب طبعی اصول دین اور برہان وحجت قرآن سے ہو، جس کے دادا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں، جن کی ماں

سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا ہوں وہ اپنے اعمال کا اس شان سے محاسبہ کر رہے ہیں تو پھر داؤد طائی کس شمار میں ہے اور وہ اپنے اعمال وعبادات پر کیا فخر کرے۔

(ملخصًا کشف المحجوب)

علوم دینیہ کے علاوہ دیگر علوم عربیہ جیسے ریاضی اور کیمیا وغیرہ کی بھی بعض شاگردوں کو تعلیم دی تھی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے شاگردوں میں سے جابر بن حیان طرسوسی سائنس اور ریاضی کے مشہور امام فن ہیں، کہا جاتا ہے انہوں نے ریاضی اور کیمیا میں چار سو رسائل امام جعفر صادق علیہ السلام کے افادات کو حاصل کر کے تصنیف کیے۔

آپ علیہ السلام کی پوری حیات علم وفن کی خدمات کا استعارہ ہے۔ دین ودنیا میں خداداد وجاہت کے مالکوں کو دنیاوی سلطنت حاصل کرنے کی فکروں سے کیا مطلب؟ مگر آپ علیہ السلام کی ذات اپنی علمی مرجعیّت اور کمالات کی شہرت کے باعث سلطنت وقت کے لیے ایک مستقل خطرہ محسوس ہوتی تھی۔ اس لیے آپ علیہ السلام کے خلاف کسی کھلی ہوئی خونریزی کے اقدام کا موقع نہ مل سکا تو آخر خاموش حربہ زہر کا اختیار کیا گیا اور زہر آلود انگور آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیے گئے جن کے کھاتے ہی زہر کا اثر جسم میں سرایت کر گیا اور 25 شوال 148ھ میں 65 سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ علیہ السلام کے فرزند اور جانشین سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے تجہیز وتکفین کی اور نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں اپنے والدِ گرامی حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام و دادا جان حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام اور جوانانِ جنّت کے سردار سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام وسیّدہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کے قُرب میں محوِ استراحت ہوئے۔

شہزادہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، مخزن انوار

حضرت سیّدنا امام علی رضا علیہ السلام

مشہد ایران

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَا اِمَامُ عَلِي الرَّضَا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَخْزَنَ الْاَنْوَارِ وَالْاَسْرَارِ علیہ السلام

آپ علیہ السلام کا اسمِ گرامی ''علی'' کنیت ''ابوالحسن'' القاب ''صابر، رضی اور رضا'' ہیں اِن میں سے لقب ''رضا'' نے اتنی شہرت حاصل کی کہ آپ علیہ السلام کے اسمِ مبارک کا جزو بن گیا اور آپ ''علی رضا علیہ السلام'' مشہور ہوئے۔ والدِ گرامی آئمہ اہلِ بیت میں ساتویں امام سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جبکہ دادا جان سیدنا امام جعفر الصادق علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی ''نجمہ خاتون'' ہے جو عفت وطہارت اور فضیلت کے تمام دینی اوصاف سے مالا مال ایک باعظمت خاتون تھیں۔

11 ذیقعد 148 ہجری دوسرے قول پر 11 ربیع الاول 153 ہجری کو مدینہ منورہ میں سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بیت الشرف میں جلوہ گری ہوئی، آپ علیہ السلام کی نشو ونما اور تربیت اپنے والد بزرگوار سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زیر سایہ ہوئی، آپ علیہ السلام بالیقین خاندان نبوت کے چشم وچراغ اور اُن کی علمی وروحانی وراثتوں کے مالک تھے ،اپنے والد گرامی اور مدینہ پاک کے فقہائے عظام ومحدثین کرام سے تمام علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل فرمائی ،انتہائی ذہین وفطین تھے، اللہ تعالیٰ نے خصوصی علم وفضل سے نوازا تھا اکثر سوالات کے جوابات آیات قرآنی سے دیا کرتے تھے۔ (جامع کرامات اولیاء)

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حسن باطن کے ساتھ حسن صورت سے بھی خوب

نوازا تھا پہلی مرتبہ دیکھنے والا ہی محسوس کر لیتا تھا کہ یہ خاندان نبوت کا چشم و چراغ ہیں جب کسی موضوع پر گفتگو فرماتے تو علم کے دریا بہاتے۔ آپ علیہ السلام کی تبلیغی کوشش نے بے شمار افراد کو اسلام کا شیدائی بنا دیا آپ علیہ السلام کی مساعی جمیلہ سے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پرانے مذہب سے تائب ہو کر آپ علیہ السلام کے دست حق پرست پر ایمان لائے۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میں نقل فرماتے ہیں:

''جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور میں تشریف لائے، چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا، حافظانِ حدیث امام ابوذرعہ رازی و امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بیشمار طالبانِ علم وحدیث حاضر خدمت ہوئے اور بصد انکسار عرض کیا: اپنا جمالِ مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آباء کرام علیہم السلام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے، امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا پردہ ہٹالیں خلقِ خدا کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں۔ دو گیسو شانہ مبارک پر لٹک رہے تھے۔ پردہ ہٹتے ہی خلق خدا کی وہ حالت ہوئی کہ کوئی چلّاتا ہے، کوئی روتا ہے، کوئی خاک پر لوٹتا ہے، کوئی سواری مقدس کا سُم چومتا ہے۔ اتنے میں علماء نے آواز دی: خاموش سب لوگ خاموش ہو رہے۔ دونوں نے آپ علیہ السلام سے کوئی حدیث روایت کرنے کا عرض کیا، ارشاد فرمایا:

''حَدَّثَنِیْ أَبِیْ مُوْسَی الْکَاظِمُ عَنْ أَبِیْهِ جَعْفَرَ الصَّادِقِ عَنْ أَبِیْهِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ عَنْ أَبِیْهِ زَیْنَ الْعَابِدِیْنِ عَنْ أَبِیْهِ الْحُسَیْنِ عَنْ أَبِیْهِ عَلِیِّ بْنُ أَبِیْ طَالِب قَالَ حَدَّثَنِی حَبِیْبِی وَقُرَّةُ عَیْنِیْ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ حَدَّثَنِی جِبْرِیْل قَالَ سَمِعْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ یَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ حِصْنِی فَمَنْ قَالَهَا دَخَلَ حِصْنِی وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی أَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ''

مجھے میرے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بیان کیا انہوں نے اپنے والدِ گرامی امام جعفر صادق علیہ السلام سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام وہ امام زین العابدین علیہ السلام وہ امام حسین علیہ السلام وہ علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ اُن سے جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امان میں رہا۔

یہ روایت ارشاد فرما کر حضور امام علی رضا علیہ السلام روانہ ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا، حاضرین میں سے دواتوں والے جو ارشادِ مبارک لکھ رہے تھے شمار کئے گئے، 20 ہزار سے زائد تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل بیت اطہار علیہم السلام کی اس مبارک سند کو اگر مجنوں پر پڑھا جائے تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو جائے۔ (الصواعق المحرقہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو علم لدنی ومکاشفات ومغیبات کا خاص علم عطاء فرمایا تھا۔ آپ علیہ السلام آئندہ کے رونما ہونے والے واقعات کو پہلے ہی دیکھ اور معلوم کرلیا کرتے تھے۔ جب مامون الرشید نے اپنے بعد آپ علیہ السلام کو اپنا ولی عہد منتخب کیا، تو آپ علیہ السلام نے اس کی پیشکش کو قبول کرتے ہوئے فرمایا:

''تم نے ہمارے حق پہنچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے اس لیے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں مگر جفر وجامعہ بتارہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا، 23 ذیقعد دوسری روایت پر 21 رمضان المبارک 203 ہجری کو آپ علیہ السلام کو زہر دیا گیا جس کے سبب آپ علیہ السلام کی شہادت ہوئی، مزار پر انوار مشہدِ مقدس (ایران) میں مرکز فیوض وبرکات ہے۔

ھادیٔ عظیم، ظلِ مرتضٰی

حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَا إِمَام مُحَمَّد مُهْدِی علیہ السلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظِلَّ الْمُرْتَضٰی علیہ السلام

اہل سنت کے عقائد میں سے ہے کہ اخیر زمانے میں امام مہدی علیہ السلام کا ظہورحق اور سچ ہے اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے، یہ عقیدہ احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔اُن کا نام ''محمد''اورلقب ''مہدی'' ہوگا۔ وہ نسباً حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد سے ہوں گے۔تحقیقی قول کے مطابق آپ اپنے والد کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی ہوں گے۔ اپنی سیرت واخلاق میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہہ اور مماثل ہوں گے،آپ علیہ السلام کے دورِ مقدس میں ایسی خوشحالی ہوگی کہ ملائکہ بھی اُن سے خوش ہوں گے اور زمین والے بھی، بارشیں کثرت سے ہوں گی اور زمین اپنی پیداوار اُگائے گی، یہاں تک کہ اس قدر خوشحالی دیکھ کر اُس زمانے کے لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے آباؤ اجداد بھی زندہ ہوتے اور اس خوش حالی سے لطف اندوز ہوتے۔آپ علیہ السلام کے ظہور کی علامات اجمالاً درج ذیل ہیں:

''دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا، اَفلاس اور تنگدستی عام ہوگی، اُس وقت تمام ابدال بلکہ تمام اولیاء سب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام رہے گا اور ساری زمین کفرستان ہوجائے گی، رمضان

المبارک کا مہینہ ہوگا، ابدال طواف کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی وہیں ہونگے اولیاء انہیں پہچانیں گے، درخواست بیعت کریں گے وہ انکار کریں گے، دفعتاً غیب سے ایک آواز آئے گی: ''خلیفۃ اللہ مہدی ہیں، ان کی بات سنو اوران کا حکم مانو''، تمام لوگ اس وقت آپ علیہ السلام کے دست حق پرست پر بیعت کریں گے، ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک اور جھنڈا ہوگا، جس سے ان کی شناخت ہوگی۔ سیدنا امام مہدی علیہ السلام کی تائید وتصدیق کے لیے ان کے سر پر ایک بادل سایہ فگن ہوگا، جس میں سے ایک منادی کی یہ آواز آرہی ہوگی:

"هٰذا المهدی خلیفة الله، فاتبعوه"

یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہیں ان کی اتباع کرو۔

آپ علیہ السلام ایک خشک بانس زمین میں گاڑیں گے تو وہ اسی وقت سرسبز ہوکر برگ وبار لانے لگے گا، آپ علیہ السلام سے نشانی کا مطالبہ کیا جائے گا تو وہ اپنے ہاتھ سے فضا میں اڑتے پرندے کی طرف اشارہ کریں گے تو وہ ان کے سامنے آگرے گا۔ آپ علیہ السلام سے لڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ ہوگا، جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ پہنچے گا تو اس پورے لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس دور میں لوگوں کے دل غنی ہو جائیں گے اور زمین کثرت سے اپنی برکتوں کا ظہور کرے گی۔ آپ علیہ السلام خانہ کعبہ میں مدفون خزانہ (رتاج الکعبہ) نکال کر فی سبیل اللہ تقسیم کردیں گے۔ مغرب کی طرف سے کئی جھنڈے (لشکروں سمیت) نمودار ہوں گے اور اس لشکر کا سردار قبیلہ کندہ کا ایک آدمی ہوگا۔ اس وقت دریائے فرات کا پانی خشک ہوجائے گا۔ مشرق کی طرف سے ایک بہت بڑی آگ تین یا سات دن تک مسلسل ظاہر رہے گی۔ شام کی "حرستا"

نامی بستی کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔خراسان کی طرف سے ایک قوم سیاہ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔

عرب کے تمام مسلمان امام مہدی علیہ السلام کی قیادت میں اکھٹے ہو جائیں گے اور ایک عظیم لشکر عیسائیوں کے مقابلہ میں ملک شام میں جمع ہوگا۔لشکر کفار کے اسّی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار سپاہ ہوں گے۔امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کی زیارت کرنے کے بعد لشکر اسلام کو لے کر ملک شام میں پہنچ جائیں گے جہاں دونوں کا مقابلہ ہوگا۔سخت خون ریز جنگ ہوگی۔لشکر اسلام کا ایک تہائی حصہ بھاگ جائے گا۔ان کی موت کفر پر ہوگی۔ایک تہائی لشکر شہید ہو جائے گا اور باقی بچ جانے والے ایک تہائی لشکر کو چوتھے روز جا کر فتح حاصل ہوگی لیکن اس فتح کی کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ مسلمانوں کا اس جنگ میں کافی نقصان ہوگا اور سو میں سے ایک مسلمان بچے ہوگا۔فتح یابی کے بعد آپ علیہ السلام کو جتنا عرصہ بھی حکومت کرنے کا موقع ملے گا آپ اس میں عدل و انصاف قائم کریں گے اور ہر لحاظ سے اسلام کا بول بالا ہوگا۔لوگ اسلام کی اصلی روح کو محسوس کریں گے۔آپ بڑے سخی ہوں گے اور اللہ کی راہ میں بے پناہ سخاوت کریں گے۔(الإشاعة لاشراط الساعة)

آئیں گے دیکھنا آئیں گے محمد مہدی علیہ السلام
ساری دُنیا کو سجائیں گے محمد مہدی علیہ السلام
راستہ حق و ہدایت کا وہ ساجدؔ ہوگا
جادۂ حق پہ چلائیں گے محمد مہدی علیہ السلام

شہزادیِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

حضرت سیدہ فاطمہ معصومہ قم سلام اللہ علیہا

قم، ایران

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَه مَعْصُومَةُ قُم سلام اللہ علیہا
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الفَضْلِ وَ الْكَمَال سلام اللہ علیہا

آپ سلام اللہ علیہا کا نام ''فاطمہ'' اور القاب ''معصومہ'' اور ''کریمہ اہل بیت'' ہے والد گرامی اہل بیت کے ساتویں امام حضرت موسیٰ الکاظم علیہ السلام اور والدہ ماجدہ نجمہ خاتون ہیں۔ بعض تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ ''معصومہ'' کا لقب انہیں ان کے بھائی اور آٹھویں امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام نے دیا ہے، جبکہ شہرت معصومہ قم یا حضرت معصومہ کے نام سے ہے۔ مشہور قول کے مطابق یکم ذوالقعدہ 173ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔

جب عباسی خلیفہ مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو خراسان بلایا تو ایک سال بعد حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا اپنے بھائی کی جدائی برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے خراسان کی طرف عازم سفر ہوئیں۔ اور ایک بہت بڑے قافلے کے ہمراہ جب قم کے قریب ساوہ شہر پہنچیں تو دشمنوں نے قافلے پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں قافلے کے بہت سارے افراد قتل ہو گئے اور فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو ایک خاتون نے زہر دیا، قم شہر کے عرب اور اہل بیت سے محبت رکھنے والے اشعری قبیلے کے لوگ اُن کو قم لے آئے جہاں وہ 17 دن زندہ رہنے کے بعد زہر کے اثر سے وفات پا گئیں اور اپنے بھائی سے ملاقات اور خراسان کا سفر مکمل نہ کر پائیں۔ شہر ''قم'' فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا

کے مزار کی وجہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے اہم شہر شمار کیا جاتا ہے۔

آپ سلام اللہ علیہا کے علمی مقام کے لیے یہی ذکر کرنا کافی ہے کہ بعض تاریخی روایات نے ذکر کیا ہے ایک گروہ نے اپنی علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے سیدنا امام موسی کاظم علیہ السلام سے ملاقات کی غرض سے سفر کیا، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کسی سفر کی وجہ سے مدینہ میں موجود نہ تھے تو حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا نے ان سوالات کے جوابات خود ہی تحریر کر دیے جب وہ لوگ راستے میں سیدنا امام موسی کاظم علیہ السلام سے ملے اوران جوابات کو پیش کیا تو انہوں نے ان جوابات کو دیکھ کر فرمایا:

''فِدَاهَا اَبُوْهَا'' فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا پر ان کے والد فدا ہوں

آپ سلام اللہ علیہا کی وفات بروز منگل 10 ربیع الثانی 201ھ کو قم میں ہوئی۔ جس مقام پر آپ سلام اللہ علیہا کی تدفین کی گئی، اب وہ حرم فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے نام سے مشہور ہے۔

جمال فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں، قم کی معصومہ سلام اللہ علیہا
خصال زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں، قم کی معصومہ سلام اللہ علیہا
خدا کی خلقت عظمیٰ ہیں، قم کی معصومہ سلام اللہ علیہا
شرافتوں کا منارا ہیں، قم کی معصومہ سلام اللہ علیہا
برادر و جد و اب، سب ہیں ہادی ومعصوم
نسب میں اولیٰ واعلیٰ ہیں، قم کی معصومہ سلام اللہ علیہا

ہے مجھ کو جان سے پیارا مدینہ یارسول اللہ ﷺ
ملے آپ کی محبت کا خزینہ یارسول اللہ ﷺ

وہ دانائے سبل ختم الرسُل ، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادئ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں ، وہی یٰسین ، وہی طٰہٰ
(حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

شاہ اَست حُسین علیہ السلام ، بادشاہ اَست حُسین علیہ السلام
دیں اَست حُسین علیہ السلام ، دیں پناہ اَست حسین علیہ السلام
سر داد نہ داد دَست در دست یزید
حقا کہ بناء لاالہٰ اَست حُسین علیہ السلام
(حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ)

خُدایا بحق بنی فاطمہ علیہا السلام
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دَامان آل رسول علیہم السلام
(حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

مدینہ فاؤنڈیشن پاکستان
Madina Foundation